جلد اوّل

مختار اشعار

دیوان

قیام الدین قائم چاندپوری



جسے

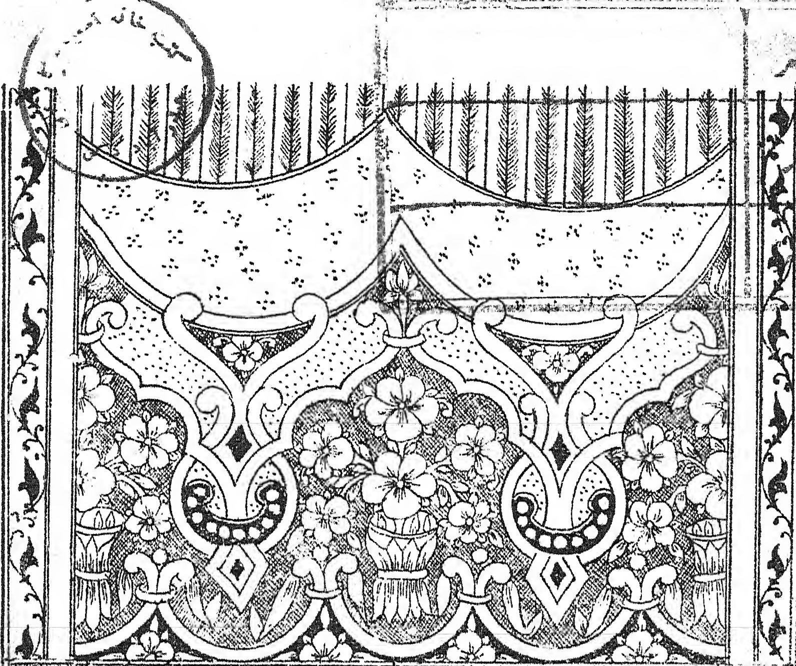
عالیجناب نواب عماد الملک بہادر مولوی سید حسین صاحب بلگرامی نے منتخب

اور

مدراس اسکول بکز اینڈ لٹریچر سوسائٹی نے مشتہر کیا

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان صوفی طبع شد

۱۸۹۶ء



بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزلون کا انتخاب

دل پا کے اوسکی زلف مین آرام رہ گیا ۔ درویش جس جگہ کہ ہوئی شام رہ گیا

قسمت† تو دیکھ ٹوٹی ہے جا کر کہان کمند ۔ کچھ دور اپنے ہاتھ سے جب بام رہ گیا

نے تجھپہ وہ بہار رہی اور نہ یہان وہ دل ۔ کہنے کو نیک و بد کے کچھ الزام رہ گیا

ولہ

اوٹھ جائے گر یہ بیچ سے پردہ حجاب کا ۔ دریا ہی پھر تو نام ہے ہر اک حباب کا

ایسی ہوا مین پاس نہ ساقی نہ جام ہے ۔ رونا بجا ہے حال پہ میرے سحاب کا

کیون چھوڑتے ہو دُرد تہ جام سکیتو ۔ ذرہ ہے یہ بھی آخر اوسی آفتاب کا

† دیوان مین اسی طرح لکھا ہے مگر یہ شعر مشہور اس طرح سے ہے ؎ قسمت تو دیکھیے کہ کہان ٹوٹی ہے کمند ۔ دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا ۔ ۱۲

مصرع اول		مصرع دوم
اس دشتِ پُرسراب مین بھکے بہت پہ حیف		دیکھا تو وو قدم پہ ٹھکانا تھا آب کا
ہونا تھا زندگی ہی مین مُنہ شیخ کا سیاہ		اس عمر مین ہے ورنہ مزا کیا خضاب کا
اے ابر اپنی گریہ مین جس وقت جوش تھا	ولہ	جو قطرہ اشک کا تھا سو طوفان بدوش تھا
قائم - تو اپنی ہستی نہ سمجھا کہان تلک	ق	اے خانمان خراب کوئی یہ بھی ہوش تھا
ہر دم شرار و برق سے کیا ارض کیا سما		ہر ایک تیرے کرسنہ پہ تبسم فروش تھا
ٹکڑے کب غم نے یہ جگر نہ کیا	ولہ	نہ کیا نالہ ہم نے پر نہ کیا
موجِ گرداب کی طرح ہم نے		گھر سے باہر کبھو[۵۱] سفر نہ کیا

دوس[۵۲] کیا دے تجھے جور کو قائم
بند گھر کا مین آپ در نہ کیا

مصرع اول		مصرع دوم
کیا مین کیا اعتبار میرا		خواری بس افتخار میرا
ناصح بولے[۵۳] ہے یون کہ گویا		دل پر ہے کچھ اختیار میرا
وہ کشتی مے دے اب کے ساقی		جس مین کھیوا ہو پار میرا

قائم ہون اگرچہ ہیچ لیکن
کیا کچھ ہے اعتبار میرا

مصرع اول		مصرع دوم
دیا فلک نے ہمین عزّ و جاہ یا نہ دیا		غرض یہ ذکر مناسب ہے کیا - دیا نہ دیا
یہ کیا ستم تھا طلب مدعا کی دی ہمکو		جو کام دل ہی فلک حسب مُدّعا نہ دیا

۵۱ کبھو دہلی و لکھنؤ مین اب بھی بولا جاتا ہے مگر نظم و نثر مین متروک ہے ۱۲ ۵۲ الزام کے معنی پر ہے ۱۲

۵۳ بولے ہے دلّی مین اب بھی محاورہ ہے مگر اور سب جگہ متروک ہو گیا حتی کہ اہلِ دہلی بھی بمجبوری ترک کرتے جاتے ہین ۱۲

حسن کے شور اوس لب شکرخا کا | ہو گیا بند دم مسیحا کا ۳
جون[۵۱] نگین کسقدر ہین طالب نام | رو سیہ ہوان اہل دنیا کا
مین کیا کہون کہ جو کچھہ مجھپہ زیر دام ہوا | وہی یہ سمجھے جو تڑپھا[۵۲] نہ اور تمام ہوا
سرائے دہر عجب دلفریب ہے کہ جہان | خبر ہی کوچ کی بھولے جو اک مقام ہوا

وله

شب جو دل بیقرار تھا کیا تھا | کسیکا انتظار تھا کیا تھا
عرصۂ عمر جسکا نام ہے آہ | برق تھی یا شرار تھا کیا تھا

وله

بیدماغی سے نہ اوس تک دل رنجور گیا | مرتبہ عشق کا یہان حسن سے بھی[۵۳] دور گیا ۳
آہ پہلو مین سے میرے دل رنجور گیا | تا کجا ضبط نفس کیجیے کہ مقدور[۵۴] گیا
جس جگر سے کہ یہ دل نوک مژہ تک پہنچا | کب سر دار یہ اس دہوم سے منصور گیا

وله

کب یہ کہتا ہون کہ تیرا مین گنہ گار نہ تھا | لیکن اتنی تو عقوبت کے سزاوار نہ تھا

وله

اب تک بھی مین جیتا ہون جو آتا ہے تجھے آ | پھر فائدہ جب ہو ہی چکے کام کسیکا
خوبان کی طرف[۵۵] رکھنے کا بندہ ہوئین قائم | ملتے ہین کہین نام ہے بدنام کسیکا ۳

[illegible]

کیون مضطرب رکھا تو مجھے ای فلک اسد | ظالم نہ تھا مین دل تو کسی بیقرار کا
نے وعدہ اوسکے ساتھہ نہ پیغام کیا کہون | پوچھے کوی سبب جو مرے انتظار کا
اوس زلف و روسے کونسی نسبت ہمین تھی لیک | یہ بھی اک اتفاق ہے لیل و نہار کا

وله

کبھو تو غیر سے رنجش تمہین کبھو اخلاص | طرف جو اوسکی تکرتا تو مین کدھر ہوتا

۵۱ جون کا لفظ اب محاورہ مین نہین ہے ۱۲ ۵۲ مصنف کے عہد مین تڑپنے کا لفظ مخلوطہ کے ساتھہ تھا ۱۲
۵۳ یعنی بڑھ گیا ۱۲ ۵۴ یعنی مقدور نہین رہا ۱۲ ۵۵ طرف رکھنا اور کرنا طرفداری کرنے کی معنی پر ہے ۱۲

بہلا ہوا کہ مین فارغ ہون دین و مذہب سے[51]
کسے دماغ تہا اِک اور درد سر ہوتا

قدِ خمیدہ سے گر شرم - تا کجا قائمؔ
بہرے گا حلقہ صفت یان تو دربدر ہوتا

ولہ

ہم بہی ہر طرح ترے دور سے مین دل شاد کیا
ہچکی گر آئی تو سمجھے ہین کہ تئین[52] یاد کیا

کہتے ہین یاد مین تری وہ ہوا جاتا ہے
بہول کر بہی نہ کبہو تو نے جسے یاد کیا

جس کسی نے یہ کہا تم سے غلط جہوٹ خلاف
کسکے آگے مین ترا شکوہ بیداد کیا

چہوٹ کر دام سے ہم گرچہ رہے گلشن مین
پر تری قید کو صیاد بہت یاد کیا

کس جگہ ڈہونڈیئے قائمؔ تجہے اپنا نہ خراب
جانئیے[53] کون سے جنگل کو تو آباد کیا

ولہ

مین اس چمن سے اور یہ مجہسے چمن گیا
لے دل مین اپنے حسرت سرو و سمن گیا

اے تاب ضبط نالہ کہین منصفی بہی ہے
کب تک رکون مین آہ کلیجا تو چہن گیا

ولہ

مین عشق مین بتان کے دل و دین تو کہو چکا
ناصح تو کیون بکے ہے جو ہوتا تہا ہو چکا

قائمؔ ضرور کیا ہے اب اوس جنگجو سے صلح
مدت ہوئی کہ جان سے مین ہاتہ دہو چکا

ولہ

رکہین اپنے تئین[54] ہم کسطرح دوست
ہو تجہسا شخص جب دشمن ہمارا

ہوس سے ہم کیا تہا عشق اوّل
وہی آخر کو ٹہہرا فن ہمارا

ولہ

نہ پہنچا کان تک اُس جنگجو کے حال مرا
خدا بہلا کرے نالہ کی نارسائی کا

[51] ایک نسخہ مین یون ہے - (بہلا ہوا کہ نہ کی مین صداع غم کی دوا ۱۲ [52] تین کا لفظ اہل شہر اب نہین بولتے ۱۲
[53] کیا جانیئے ۱۲ [54] اپنے کے ساتہ تئین کا لفظ اب بہی نظم و نثر مین جاری ہے ۱۲

بتان نہ سمجھو کہ قائم ہے دیر کا پابند
تماشا[۵۱] مین ہے یہ رند اک خدائی کا

جو کوہکن تجھے قوت ہی آزماناتھا	عوض پہاڑ کے شیرین سے دل اوٹھاناتھا
اندھیری رات یہ کوچہ مین مست یار حریف	غلط کیا مین مجھے اسطرف نہ آناتھا
معاملہ ہے یہ دل کا اسے کہیگا وہ کیا	پیا مبر کے ہمین ساتھ آپ جاناتھا
شکن جو زلف کی آئی بناے تم تو کیا	دل شکستہ کسیکا کبھو بناناتھا
یہ سچ کہ جھوٹ ہے دعوی دوستی لیکن	کبھو ہمین بھی تو اک بار آزماناتھا

تو دل کو ڈھونڈ ہے ہے سینہ مین اب تلک ای غم	دلہ کبھی کا خون ہو آنکھون سے گر گیا ہوگا

گلی سے اوسکی جو قائم کو لائے ہم تو کیا
یہ دل پہ نقش ہے ابتک وہ پھر گیا ہوگا

ہے فصل گل نہ روئے گریبان[۵۲] دیکھنا	جو کچھ کہے بہار سو ٹک مان دیکھنا
پل مارتے کرے ہے اشارون سے تہم	ٹک[۵۳] اوس ستم ظریف کا بہتان دیکھنا
بہتر ہے کوے یار سے رخصت ہو اب تو دل	باقی جو زندگی ہے تو پھر آن دیکھنا
شاید کہ دل مرا ہی کہین ہو دیے اے نسیم	کوچہ کی اوسکے خاک تو ٹک چھان دیکھنا

قائم قدم سنبھال کے رکھ کوے عشق مین
یہ راہ بطرح ہے مری جان دیکھنا

ظالم کیا تو ہے تو مجھے قتل بیگناہ	پوچھونگا پر کبھو کہ مرا کیا گناہ تہا

۵۱ تماشا کا الف گرانا اب غلط سمجھتے ہین ۱۲ ۵۲ یعنی گریبان کا سنہ نہ کرنا ۱۲ ۵۳ ٹک ذرا کے مقام پر بولتے ہین ۱۲

جیتا ہی ہو خدا کرے قائمؔ یہ تجھہ بغیر
احوال اوس جوان کا نہایت تباہ تہا

پڑہ کے قاصد خط مرا اوس بدگمان نی کیا کہا ولہ کیا کہا پہر کہہ بتِ نامہربان نے کیا کہا
غیر سے ملنا تمہارا سُنکے ہم تو چپ رہے پر سُنا ہوگا کہ تم کو اِک جہان نے کیا کہا

پہر کے جو وہ شوخ نظر کر گیا ولہ تیر سا کچھہ دل سے گزر کر گیا
خاک کا سا ڈہیر سر رہ ہون مین قافلۂ عمر سفر کر گیا
چپ کے ترے کوچہ سی گزرا مین لیک نالہ اِک عالم[۵۱] کو خبر کر گیا

ٹوٹا جو کعبہ کونسا[۵۲] یہ جای غم ہے شیخ ولہ کچھہ قصرِ دل نہین کہ بنایا بنجائیگا
آتش تو دی تہی خانۂ دل کے تئین مین آپ پر کیا خبر تہی یہ کہ بجہایا بنجائے گا

غرور مجہکو نہین شیخ بے گناہی کا ولہ امیدوار ہون مین رحمتِ آلٰہی کا
نکر غرور تو منعم کہ دم مین مثل حباب برباد[۵۳] جاتے مین دیکہا ہے چترِ شاہی کا

دل ہی جانے ہے کیا کہون مین اوسے ولہ مجہہ سے جو اختلاط تہا دل کا
بیٹہہ پیچہے گلا تو بد ہے وے مُنہ دکہاوے نہ پہر خدا دل کا

مرتے مرتے بہی نہ جن[۵۴] نے کبہو آرام دیا ولہ وا ے قسمت کہ ہمین یہ دلِ خود کام دیا
زخم یکسان ہے دل وجان مین نگہ کا تیری ولہ کچہہ نہ سمجہا مین کہ یہ تیر کدہر سے گزرا
موج دریا سے مماثل ہے جہان کا احوال پہر نہ دیکہا مین اوسے یہان جو نظر سے گزرا

[۵۱] ع اور ح اور ہ کا گرانا مرزا قتیل نے جائز کردیا تہا میر و سودا ابہی اِسکے پابند نہ تہے مگر اب متروک ہے ۱۲ [۵۲] کون سی یہ جاے غم ہے ۱۲ [۵۳] برباد کے مقام پہ بباد اب خلاف محاورہ سمجہتے ہین ۱۲
[۵۴] جن کا لفظ نے کے ساتہہ اب محاورہ سے چہوٹتا جاتا ہے ۱۲

بھیج اوسے کوچہ مین اوسکے مین نپٹ[ف۱] نادم ہون
قاصد آوے کہین یار مین خبر گزرا

فرق مو سے نہوا موے کمر کا ظاہر
کُھل کے جوڑا جو ترے مو کا کمر سے گزرا

داغ دل نے جو دم سرد سے دیکہا قائم
شمع کے جی پہ وہ کب باد سحر سے گزرا

ولہ

درد دل کچہ کہا نہین جاتا
آہ چُپ بہی رہا نہین جاتا

روبرو میرے غیر سے تو ملے
یہ ستم تو سہا نہین جاتا

ہردم آنے سے مین بہی ہون نادم
کیا کرون پر رہا نہین جاتا

ولہ

گو تغافل سے میرا کام ہوا
پر بہلا تُو تو نیکنام ہوا

کب تلک آہ و نالہ بس اے دل
خواب ہمسایہ پر حرام ہوا

ہے جون حباب کی دم کی زیست جسپہ کوئی
کہے یہ بات کہ خالی رہا ایاغ مرا

گیا نہین ہون مین یہان اوس طریق سے قائم
کہ جست و جو سے کوئی پا سکے سراغ مرا

جو یہان جئے ہے تو غافل بچشم نم جینا
کہ جون حباب ہے عالم مین ایک دم جینا

سلوک عشق کوئی ہر کسی سے ہوہی[ف۲] کہ یہان
ہر ایک گام ہے مرنا ہر اِک قدم جینا

ولہ

تن آسودہ کم لیتے ہین بازارِ محبت مین
جو وہان جائے تو ٹوٹا دل کوئی یا چشم تر لیجا

کشاکش موج سے کرنا کوئی مقدور ہی خسکا
مین اور تیری رضا پیارے جدہر چاہی ادہر لیجا

طلب مین عشرتِ دنیا کی مت کہو عمر دہ روزہ
یہ عشرہ ہے دہے[ف۳] کا سا اسے غم مین بسر لیجا

ف۱ نپٹ اب نہین بولتے ۱۲ ف۲ ہوہی ہوئی ہے کے مقام پر پہلے بولتے تہے اب دونون متروک ہین ایسے مقام پر ہوتا ہے بولتے ہین ۱۲ ف۳ دہے محرم کے عشرہ کو پہلے کہتے تھے اب متروک ہی ۱۲

گالی تو دی ہے یار نے بوسہ نہ گو دیا — ولہ — آتا تو کچھہ نہین ہے ترا اوسپہ جو دیا

پوچھہ آکے ہم سے حسرتِ وقتِ درو۔ کہ ہم — اک شرزمینِ شور مین یان تخم بو دیا

تجھکو غرور و ناز ہمین عجز اور نیاز — جو کچھہ کہ تہا کسیکے سزاوار سو دیا

ہنسنے کا یار یہ بہی کوئی طور ہے کہ آج
قائم نے تیرے ہاتہہ سے گھبرا کے رو دیا

سیکڑون صلح کے انداز کئے گردون نے — ولہ — اِس کمینہ سے یہ ہمنے ہی مدارا نہ کیا

ڈول دکھنے کا مرے دل کے وہ کیا سمجھے گا — درد پہلو سے جو تا صبح پکارا نہ کیا

قائم اب عشق مین ہنس[١] چکے جو ڈہونڈہی ہی نجات
کیون تو پہلے ہی مری جان کنارا نہ کیا

آج ہے اہلِ قلم کون مری مژگان سا — سبحہ کر قطرون کا انگشت پہ کرلے جو حساب

رات کو چین ہے نہ دنکو تاب — ولہ — دل ہے یارب کہ پارۂ سیماب

اب کہان مین کدہر ہے اے ناصح — یہ بہی تہا مقتضائے عہد شباب

دل گنوانا تہا اسطرح قائم
کیا کیا تو نے ہائے خانہ خراب

ہو گر ایسے ہی مری شکل سے بیزار بہت — تم سلامت رہو بندہ کے خریدار بہت

ہمدگر جب خفگی آئی سو جہگڑا کیا ہے — تم کو خواہندہ بہت ہم کو طرحدار بہت

شیخ مجھکو نہ ڈرا گور کے اندہیارے سے — ہجر کی کاٹے ہین مین نے تو شب تار بہت

قائم آتا ہے مجھے رحم جوانی پہ تری

[١] ہنس چک کے اور لکھہ چک کے وغیرہ اب محاورہ نہین ہے ١٢

مرچکے ہین اسی آزار کے بیمار بہت

اگرچہ شیخ ہے پیتا شراب فعل شنیع ۔۔ یہ کیا کرون کہ کئی دن سے تہی ہوا باعث
نہ جرم اوسکا ہے ثابت نہ کچھہ مری تقصیر ۔۔ خدا ہی جانے کہ رنجش کا کیا ہوا باعث
طرح اوس آپ کے جو پیرنے سے ہو درہم ۔۔ ہوئے ہین میرے تشتت کے آشنا باعث

وله

ٹانگنے[لہ] ہے ترے ملنے کو بطرح دل یہ آج ۔۔ کل کیا ہے مریجان جو ملنا ہے تو مل آج
اے گریہ تو خاطر سے مرے کیجیو نہ صرفہ ۔۔ ہین خونِ دلِ خستہ کیا تجہیہ بحل آج

وله

ناصحا پوچھہ نہ احوال خموشی مجہہ سے ۔۔ ہے یہ وہ بات کہ آتی نہین تقریر کے بیچ
دیر آنا بہی ہے اِک لطف نہ ہہا تنک ظالم ۔۔ جی ہی جاتا رہے اِک شخص کا تاخیر کے بیچ

وله

جی بہی لے دل لیا ہے تو چل یک نشد دو شد ۔۔ تا پہر وہ تازہ ہووے مثل یک نشد دو شد
بد خو تہا ایک تو وہ یوہین تس پہ ہمنشین ۔۔ اغوا یہ غیر کے ہے عمل یک نشد دو شد
وعدہ جو کل کا آج پہ تہا سو ہوا خلاف ۔۔ پہر آج آپ کہتے ہین کل یک نشد دو شد
تہا اِک شبِ فراق سے عاشق کا دن سیاہ ۔۔ آئی اب اوسپہ شام اجل یک نشد دو شد
پہلے تو وہ نگاہ ہی ٹیڑہی تہی مجہسے لیک ۔۔ پڑتے ہین اتیوہون مین بہی بل یک نشد دو شد
کل صبر و طاقت اوسکی گلی مین ہوئی تہی گم ؔ ۔۔ خالی ہے آج دل سے بغل یک نشد دو شد

وله

ہمنشین کہہ لے قصۂ مجنون ۔۔ ہم کو بہی دل کی داستان ہے یاد
غنچہ کاٹے تہا جسکو دیکہہ کے لب ۔۔ کیون صبا تجہکو وہ دہان ہے یاد

آہ اے پیر چرخ قائم نام
یہان جو رہتا تہا اک جوان ہے یاد

[لہ] ٹانگنا بیان چاہنے کے محل پر ہے ۱۲

تھی وفا اوس مرتبہ یا بیوفائی اسقدر | وله | آشنائی اوس قدر نا آشنائی اسقدر

بے شغل نہ زندگی بسر کر | وله | گر اشک نہین تو آہ سر کر

دے طولِ امل نہ وقتِ پیری | شب تھوڑی ہے قصۂ مختصر کر

کچھ طرفہ مرض سے ہے زندگی بھی | اِس سے جو کوئی جیا سو مر کر

کعبہ کے سفر مین کیا ہے زاہد | بن جائے تو آپ سے سفر کر

یہ دہر ہے کارگاہ مینا | جو پانو رکھے تو یہان سو ڈر کر

وہ باعثِ زیست شاید آجائے | اے جان تو جائیو ٹھہر کر

فرصت ہے غنیمت آج غافل | جو ہو سکے نفع یا ضرر کر

تعمیر پہ گھر کی مر نہ اے دل
قائم کی طرح دلون مین گھر کر

تھی تو اک بات - یہ کیا کہیے کہ یہان تو پیارے | نکلی ہی پڑتی ہے تلوار کمر سے باہر

دیکھے ڈھٹّے[ف۱] مجھے ہر وقت نکل جاتے تھے | دل مین اب آئے ہو جاؤگے کدھر سے باہر

نالہ روکا تو مین لیکن یہی ڈر ہے جون شمع | ہو نہ یہ شعلہ کہین پھوٹ کے سر سے باہر

بھلا اے ابرِ مژگان ٹک تو بس کر | وله | ابھی تو کھل گیا تھا تو برس کر

نہین کہتا مین دل ترکِ تمنا | پہ جتنی ہو سکے اوتنی ہوس کر

حسنِ کفر و دین پہ ہے کیا منحصر | وله | ہان ولا خذ ما صفا و دع ما کدر

فیضِ حق آتے ہین بے در بے چلے | بیٹھ تو اک دم تو غافل منتظر

جا ہے قائم جام تو حافظ کیطرح

ف۱ یعنی جتا دے کر ۱۲

کہ الا یا ایہا الساقی اور

دل مین اپنے نہین کوئی جز یار
کفر و دین سے نہین کچہہ آپ کو بحث

لیس فی الدار غیرہ دیار
سر تسبیح و گردن زنار

ہم نے دیکہا ہے داغ دل قائم
وقنا ربنا عذاب النار

واقف نہین ہم کہ کیا ہے بہتر
دیتا ہے وہی طبیب حاذق
کس سے کہون حال بد کہ وہ آپ
لے نالہ خبر کہ زخم دل کا
ہر عضو ہے دلفریب تیرا
جاتی ہے نسیم اوس گلی کو

جز یہ کہ تری رضا ہی بہتر
بیمار کو جو دوا ہے بہتر
کچہہ مجہہ سے ہی جانتا ہے بہتر
پہر کہتے ہین ہو چلا ہے بہتر
کہیئے کسے کون سا ہے بہتر
اوٹہہ سکیئے تو قافلا ہے بہتر

قائم جو کہین ہین فارسی یار
اوس سے تو یہ ریختا ہے بہتر

گو ہیان نہ کسیکو آئے افسوس
دیتے تو دیا مین دل کو لیکن
ہون کشتہ مین دہان کہ جس جگہ مین
جون شمع اگر نہ سرد ہون مین
جلتے ہوے اہل بزم نے ہیان

حالت تو ہے اپنی جائے افسوس
چارا نہین اب سوا ے افسوس
کوئی نہ کسی پہ کہا ے افسوس
ق کیا کام کرون ورا ے افسوس
چہوڑا ہے مجہے برا ے افسوس

۱؎ آپکو زیادہ تر خطاب کے محل پر کہتے ہین ہیان اپنے تئین کہنے کا محاورہ ہے ۱۲

قائم وہ عمل[۵۱] کہ بعد تیرے
اِک خلق کہے کہ ہائے افسوس

بیتابی کو ذرہ کی ہو وہاں کونسی ارزش
یہ دل ہے مرا وادیِ ایمن نہ ہو موسیٰ

مہر آپ کو گنتا ہے جہاں نعل در آتش
جرأت سے طلب کیجو نہ یاں آنکر آتش

گستاخ نہو خاک نشینوں سے کہ قائمؔ
دیکھی ہے چھپی راکھ میں ہم پیشتر آتش

ولہ

نہو تو غرہ کہ زاہد بنجانے وہاں مقبول
یہ دل ہے مفت تو پیارے دیا نہیں جاتا
آتش تپ نے کی ہے تاب شروع
شب میں چاہا کروں کچھ اوس سے سوال

ترا یہ طاعت و تقویٰ ہے یا مرا اخلاص
میں کچھ تو دیکھوں شفقت کرم وفا اخلاص
تو بھی کر دیدۂ پُر آب شروع
بن سنے ہی کیا جواب شروع

نام سنتے ہی اوس کا بس قائمؔ
پھر کیا تو نے اضطراب شروع

ولہ

سنگ باراں شیشۂ عشرت پہ کیجو اے سپہر
اِس چمن میں دیکھیے کیونکر بسر ہو اے نسیم
آج آپ مرے حال پہ کرتے ہیں تاسف
اے گریہ بسِ قافلہ دل نام ہے اِک یار
صوفی ہے وہ بیعلم ہو جو ہستی سے اپنی

لیک دے اتنی تو فرصت پھر لے میرا بھی ایاغ
ہے مزاجِ نکہتِ گل شوخ اور ہم بیدماغ
اشفاق عنایات کرم مہر تلطف
یہ خستہ بھی بجھ جائے جو اکدم ہو توقف
کسکام[۵۲] پڑھا تو نے جو یوں علمِ تصوف

خاموشی بھی کچھ طرفہ لطیفہ ہے کہ قائمؔ

[۵۱] یعنی وہ عمل کر ۱۲ [۵۲] کس کام کا ۱۲

کرنا پڑے جسین نہ تصنّع نہ تکلف

سیکھے ہو کس سے سچ کہو پیارے یہ چال ڈھال
تم اک طرف چلو ہو تو تلوار اک طرف

ناز و کرشمہ عشوہ و انداز اور ادا
مین اک طرف ہون اتنے ستمگار اک طرف

کس بات پر تیری مین کرون اعتبار ہاے
اقرار اک طرف ہے تو انکار اک طرف

دیکھین پرو دے کون بھلا اسلک لخت دل
مین اک طرف ہون ابر گہربار اک طرف

ولہ

اگرچہ داغ ہین لالہ کے دل مین چار طرف
نہ یہ ستم ہے جلا ہیان جگر ہزار طرف

نہ داغ عشق سے قائم ترے ہون مین[۵۱] ہی خبر
یہ گل تو آپ کا پھولا ہے ہر چہار طرف

اے راست وعدہ شام سے تجھ بن سحر تلک
سو بار پھر گیا ہون مین آ کے در تلک

کوچہ ترا نشہ کی یہ شدت جہان سے لاگ
اللہ ہی بنا ہے میان آج گھر تلک

قطعہ

قائم جو ہے شمع بزم معنی
مین رات گیا تھا اوس جوان تک

پایا تو ہے ڈھیر آنسوؤن کا
دیکھا تو گداز استخوان تک

اب کے جو یہان سے جائین گے ہم
پھر تجھکو نہ منہ دکھائین گے ہم

مشکل ہے نہ آنا تجھ[۵۲] گلی مین
پر یہ بھی سہی نہ آئین گے ہم

جو آگے کہا کئے ہین تجھ سے
سو اب کہے وہ کر دکھائین گے ہم

جینے ہی سے ہاتھ اوٹھائین گے لیک
باتین نہ تری اوٹھائین گے ہم

گر زیست ہے تجھ تلک تو پھر کیا
صدقے ترے مر ہی جائین گے ہم

۵۱ مین خبر ہون یعنی مجھے خبر ہے ۱۲ ۵۲ تیری گلی کے محل پر تجھ کہا ہے ۱۲

اس پر بھی اگر ملین گے تو خیر
قائم ہی نہ پھر کہاین گے ہم

ہزار مہر ہین مخفی فلک کے کینہ مین
کرے ہے رخنہ عبث خضر کب سفینہ مین

نہ کاو دکن سے ہو دل کے تو ایکدم غافل
جو جانے یہ کہ دیا گیا ہے اس دفینہ مین

یہ جانتا مین نہین ہون کہ دل ہے کیا قائم
پر اک خلش سی رہے ہے مدام سینہ مین

گل کا بھی تجھسے کم تو میان رنگ و بو نہین
پر گل کو کیا مین آگ دون لیکر جو تو نہین

مرتا ہون مین تغیر یہ ایام کی کہ یہان
آگے خزف کے دُر کی مرے آبرو نہین

اے گریہ کر نہ ہم سے طلب خون دل مدام
یہان گھر فقیر کا ہے کبھو ہے کبھو نہین

آخر نہ سی سکا یہ مرا زخم دل کوئی ہو
سچ ہے کہ چاک شعلہ حریف رفو نہین

اوس سے لے ہستی تک اپنی تفرقہ اک مو نہین
ولہ
نقطہ و خط دو ہین جو الہ مین لیکن دو نہین

وضع دوران گو خوشامد دوست ہے قائم تو ہو
ہر کس و ناکس سے دب چلنا یہ اپنی خو نہین

ہمسری اوس قد رعنا سے ہی اے سرو غلط
تو بھی ہر چند ہے موزون پہ یہ انداز کہان

دل سے رخصت ہوس اِی خواہش گلگشت کا اب
تاب رفتار کہ ہر طاقت پرواز کہان

گو خموشی مین کیا پیشہ پہ مجلس مین تری ہو
بند رکھتے ہین زبان اپنی در انداز کہان

لے چلو دل جو نگہ کو تو یہ دشوار نہین
ولہ
لیک تم دیکھتے پھرتے ہو خریدار نہین

تنگ تو ہم کو تو ای جیب کرے ہے لیکن
اٹھ گیا ہاتھ گر اپنا تو پھر اک تار نہین

گو سبک مجھکو زمانہ نے کیا ہے لیکن
یہ بھی ہے شکر کسی دل کا تو مین بار نہین

مجلس مے سے مشابہ ہے خراباتِ جہان | جان کر ہیان جو نہو مست سو ہشیار نہین

مے کی توبہ کو تو مدت ہوی قائمؔ لیکن
بے طلب آب ہی جو مل جاوی تو انکار نہین

آخر اک روز تہِ خاک ہے منعم جا گہہ | دیکے سو لے کوئی دن اور بھی پشمینہ مین
مہر اوستاد ہے اطفال کے حق مین سیلی | ورنہ کیا جیج کو لینا ہے ترے کینہ مین

صورتِ غیر کو قائمؔ نہ جگہ دے دل مین
عکس جاتا ہی نہین آکے اِس آئینہ مین

جو کوئی در پہ ترے بیٹھے ہین ؎ | دونو عالم سے وہ یکسر بیٹھے ہین
قلزمِ عشق کا اولٹا ہے طریق ؎ | یہان جو ڈوبے سو ترے بیٹھے ہین
کسکو دون دوس تری مجلس مین | اپنے تئے مشفق ہی ترے بیٹھے ہین

ولہ

جون شمع دم صبح مین یہان سے سفری ہون | ٹک منتظرِ جنبشِ بادِ سحری ہون
دیکھا نہ مین جز سایۂ بازوے شکستہ | حرمان زدہ جون حسرتِ بے بال و پری ہون
مین پیرہن اپنے مین سماتا نہین جون گل | جس وقت سے آمادۂ بے جامہ دری ہون
سو خضر سے کم حوصلہ وہان جی سے گئے ہین | جس دشت خطرناک کا مین رہگذری ہون
جو سرو رکھا سنگ جفا سے مجھے آزاد | مرہون تراجی سے مین اے بے ثمری ہون
بس اے طبیبانِ دل بس کہ یہان توان نہین | جو اک یہ سانس لی تو نے کسو کی جان نہین
کہین ہین اس ہی کچھ آگے تھے آدمی موجود | اک اب ہے وقت کہ اس نام کا نشان نہین

ولہ

جیا کام کب اس بخت ارجمند سے مسین | پھنسا قفس مین جو چھوٹا چمن کے بندسی مین
ہے گو کہ جذب مرا تار عنکبوت سے سست | پہ شیر پھانسے ہین اکثر اسی کمند سی مین

خوش رہ اے دل اگر تو شاد نہین — یہان کی شادی پر اعتماد نہین

سچ ہین سارے کمال حضرت شیخ — لیک دل کو کچھ اعتقاد نہین

مین کہا عہد کیا کیا تھا رات — ہنسکے کہنے لگا کہ یاد نہین

ولہ

آپ جو کچھ قرار کرتے ہین — کہئے ہم اعتبار کرتے ہین

چلیئے قائم کہ رفتگان اپنا
دیر سے انتظار کرتے ہین

لایق وفا کے خلق و سزا اے جفا ہو نہین — سب جتنے ہین یہان سو نیک ہین جو کچھ برا[۱] ہون مین

آگے مرے نہ غیر سے گو تم نے بات کی — سرکار کی تو نظرون کو پہچانتا ہون مین

پوچھو ہو مجھسے تم کہ پیئے گا بھی تو شراب — ایسا کہان کا شیخ ہون یا پارسا ہون مین

مجھکو بتان کی دید سے مت منع کر کہ شیخ — کیا جانے اس لباس مین کیا دیکھتا ہون مین

ولہ

عالم مین ہین اسیر محبت کے ہر کہین — لیکن ستم کسو پہ نہین اسقدر کہین

کھولی تھی چشم دید کو تیری پہ جون حباب — اپنے تئین مین آپ نہ آیا نظر کہین

رہنے دو میری نعش کو ہو جاے تا غبار — لے جائیگی اوڑا کے نسیم سحر کہین

روتی ہے کیا گلونکو تو شبنم ادہر تو دیکھ — ٹک کر ٹھہری اس طرح سے کسیکا جگر کہین

ق

کرتا تھا کل گلی مین وہ اپنی خرام ناز — اس مین جو آکے پڑتی ہے مجھپہ نظر کہین

کہنے لگا یہ دیکھ کے احوال کو مرے — بدنام تو کسیکے تئین یہان نکر کہین

کیا حیتا[۲] تجھے یہین دینی ہے اے عزیز — اتنا بڑا ہے ملک خدا جا کے مر کہین

[۱] یعنی جو کچھ برا ہون مین ہون ۱۲

[۲] حیتا دینا ڈھئی دینا اڑ کے بیٹھ جانا ۱۲

کیدہر[۱] ابرو کی اوسکے دہاک نہین
کون اِس تیغ کا ہلاک نہین
چاہین طوبیٰ کی چہانوں ہم زاہد
کیا کہین دار بست تاک نہین

قائم اوس کوچہ مین پہرے مگر
ابہی کچہہ بات ٹہیک ٹہاک نہین

یونہین رنجش ہو اور گلا بہی یونہین
ہو جی ہر بات پر جفا بہی یونہین
کچہہ نہ ہمکو ہی بہا گیا ہے یہ طور
واقعی یہ کہ ہے مزا بہی یونہین
صید کنجشک سے نہ ہاتہہ اوٹہا
آکے پہنس جای ہے ہما بہی یونہین
کیون نہ رودون مین دیکہہ خندۂ گل
کہ ہنسے تہا وہ بیوفا بہی یونہین
اب تلک میری زیست نے کی وفا
بس مین دیکہی تری جفا بہی یونہین

یہ کہان اور وہ گل کدہر قائم
اِک ہوا باندہی ہے صبا بہی یونہین

مجہہ سا کوئی جہان مین آشفتہ سر نہین
ہے یون تو زلف یار بہی پر اسقدر نہین
ساقی تو شب کی دست درازی معاف کر
ظالم قسم لے مجہہ سے مجہے کچہہ خبر نہین
یارب خلش سے آہ کی ہوجو[۲] نہ بہرہ مند
جس دل کا تکیہ گاہ سر نشتر نہین
جون اشک ایک لغزش پا مین گرے ہین یان
ہستی سے تا بنیستی چندان سفر نہین
بندہ ہون بیخودی کا مین اوس مستکی جسے
آشوب روز حشر سے اصلا خبر نہین

ولہ

جسکو ہستی و عدم جانتے ہین
ہے وہ کچہہ اور ہی ہم جانتے ہین
شاہد خوب و مکانِ دلچسپ
ہم ہہی حور و ارم جانتے ہین

[۱] ادہر اور جیدہر اور کیدہر مین سے اب تی متروک ہے ۱۲ [۲] ہوجو یعنی ہوجیو ۱۲

کہتے ہو آؤنگا مین اک دم مین / ایسے ہم سیکڑون دم جانتے ہین

کہہ نہ مت کہا مرے سر کی سوگند / ہم تو اک یہ ہی قسم جانتے ہین

ولہ

ہر اک صورت مین تجھکو جانتے ہین / ہم اس بہروپ کو پہچانتے ہین

تو ناصح مان یا مت[51] مان لیکن / تری باتین کوئی ہم مانتے ہین

بہت جاگے ہم اس محفل مین قائم / کوئی دم اب تو جا در تانتے ہین

دیکھہ کر تم کو کہین دور گئے ہم لیکن / ٹک ٹھہر جاؤ تو پھر آپ مین آجاتے ہین

کون ہو غنچہ صفت اپنے[52] صبا کا مرہون / جیسے تنگ آگئے تھے ویسے ہی خفا جاتی ہین

رہیو ہشیار تو لب[53] جب سے بتان کی قائم / بات کی بات مین وہان دلکو اڑا جاتے ہین

ایک جاگہ[54] پہ نہین ہے مجھے آرام کہین / ہے عجب حال مرا صبح کہین شام کہین

اوس کمر سے نگہِ شوق لپٹتی تو ہے لیک / جی یہ دہڑکے ہے کہ آجاے نہ الزام کہین

تم نے کی دل کی طلب ہمنے کہا دینگے ولیک / یون یہ فرمایشین ہوتی ہین سرانجام کہین

پاے دیوار سے پھر میری طرح وہ نہ اُٹھا / جن نے دیکھا تجھے اک بار سرِ بام کہین

عذر تقصیر ہی چاہونگا مین اوس سے ایدل / ٹک تو خاموش ہو دینے دے وہ دشنام کہین

عزم کعبہ کا تو قائم تو کیا ہے لیکن / رہن سے کچھ نہ وہان جامۂ احرام کہین

[51] مت متروک ہے ۱۲ [52] اپنے کا مضاف ایسے محل پر ہمیشہ محاورہ مین محذوف رہتا ہے ۱۲ [53] لب جیب شوخی و چالاکی ۱۲ [54] جاگہ متروک ہے ۱۲

زبہے خساستِ اہلِ جہان کہ مثل گہر		گرہ مین باندہ کے دریا مین آب رکھتے ہین
کس اعتبار پہ دیجے بتان کو دل کہ یزور		جو کچہ کہ لین ہین کسی سے یہ داب رکھتے ہین
زبانِ عشق شکایت سے لال ہے ورنہ		ہم اِک گلہ کے ترے سو جواب رکھتے ہین
لیا ہے ہم نے بھی بوسہ دیا ہے اوسکو جو دل		یہ سچ ہے دوست دلون مین حساب رکھتے ہین
قائم اِس بزم مین تھا کون کہ جن نے نہ پیا	قطعہ	شربت مرگ کے اس جام گوارا کے تیئن
پس باین زیست جو کی روم کی تسخیر تو کیا		ورلیا[۵ل] زور سے سو بلخ و بخارا کے تیئن

ہے جو کچہ ہوش تو گردیدہ عبرت سے نگاہ
سنکے تو قصہ اسکندر و دارا کے تیئن

غیر[۵۲] اسکے کہ خوب روئیے اور	دلہ	غمِ دل کا کوئی علاج نہین
کر نہ جرأت تو اے طبیب کہ یہ		دل کا دہڑکا ہے اختلاج نہین
مر کے بھی چاہیئے ہے گور و کفن		کون ہے جسکو احتیاج نہین
واے اوس دل پہ جو بیچین شب روز نہین	دلہ	آہ اوس سینہ پہ جسمین کہ ترا سوز نہین
ہم فقیرون سے سدا خون ملا ہی عشق نہ چاہ		یہان جو اک روز میسر ہے تو اک روز نہین
جون شیشہ بھرا ہون مے سے لیکن	دلہ	مستی سے مین اپنی بے خبر ہون
جو کہیئے سو یہان سے ہے فرو تر		کیا جانے مین کس مقام پر ہون

جی مانگے ہے خوش دلی کو قائم
تو بیٹھ کے رو مین نوحہ گر ہون

نہ کہہ کہ بے اثر انفاس سرد ہوتے ہین	دلہ	مجھی سے کیا کوئی سب اہلِ درد ہوتے ہین

۵ل ورمحاورہ مین نہین ہے ۱۲ ۵۲ سوا اوسکے ۱۲

موت سے غافل نہ رہ پیری مین ای نادان کہ صبح
یک بیک ہو جاے ہی ظاہر شب مہتاب مین

وله

جب دیکھتا ہون در پے تزئین کسیکو یہان
روتا ہون یاد کرکے مین اپنے شباب کو

وله

دل تو کہے سنے سی سمجھتا بہی ہے کبھو
جو کچھہ کہو سو دیدۂ خانہ خراب کو

ہم موے پھرتے ہین اور خواہش جان ہی اوسکو
اب تلک بہی وہی جینے کا گمان ہی اوسکو

وله

وہ دن گئے کہ اوٹھاتے تھے ناز نکہت گل
ہے بیدماغیِ دل اندنون گران مجھکو

وله

مری نظر مین ہے قائم یہ کائنات تمام
نظر مین گو کوئی لاتا نہین ہے یہان مجھکو

شیشۂ دل ہے مرا کونسی گنتی مین یہان
تم تو اک آن مین تاراج حلب کرتے ہو

جنبشِ لب کا تو مفہوم یہی ہے دشنام
اور کیا مجھکو دعا تم تہِ لب کرتے ہو

قائم اک بات مین جیتا ہے تمہارے لیکن
پرسشِ حال تم اوس خستہ کی کب کرتے ہو

بدنامی گریہ پر مرے ناحق ہے ہمنشین
ڈہونڈہے تہا در سے وہ ستمگر بہانے کو

وله

جو دست کہ یہان بند نگین بیچ[۵۱] ہے قائم
اوس ہاتھ[۵۲] سے مانا ہے کہ جو سنگ تلے ہو

گر کے ہے ہے[۵۳] ای نم اشک تو رو دی مجھکو
آج اگر سیل مین خون کے نہ ڈبوے مجھکو

۵۱ بیچ ظرف کے معنی پر متروک ہے اسم کے معنی پر محاورہ مین ہے ۱۲ ۵۲ مانا اور تلے دونون لفظ متروک ہین ۱۲
۵۳ فارسی و عربی لفظونمین سے حروف علت کا گرانا متروک ہے خصوصاً لفظ اسے کی ی کا گرنا نہایت مکروہ سمجھتے ہین ۱۲

سنگ کو آب کرین پل مین ہماری باتین — لیکن افسوس یہی ہے کہ کہان سنتے ہو

خشک و تر ہو نکلتی پہرتی ہے سدا آتش عشق — بچیو اس آنچ سے اے پیر و جوان سنتے ہو

دم قدم تک تہی ہمارے ہی جنون کی رونق — اب بہی کوچون مین کہین شور و فغان سنتے ہو

وله

شمع سان جلنے کو صانع نے بنایا مجھکو — جسکے مین ہاتھ پڑا اون نے جلایا مجھکو

تہا بد و نیک جہان سے مین عدم مین آزاد — آہ کس خواب نے ہستی سے جگایا مجھکو

وله

آگے کچہہ اوسکے ذکر دلِ زار مت کرو — سب خیریت ہے اوس سے کچہہ اظہار مت کرو

جانے دو جو نصیب مین ہونا تہا سو ہوا — یارو خدا کے واسطے تکرار مت کرو

اے آہ و نالہ چہپ کے مین آیا ہون اس جگہہ — عالم کو شور کر کے خبردار مت کرو

وله

جو کچہہ چاہی سو کر خوشنودی حق کا ہون مین ضامن — پر اتنا دیکہیو تجہسے کوئی دل ہو نہ رنجیدہ

ہوئی قیمت دو چند اوس چشم کی آنکہین چرانے سے — غلط کہتے ہین یہ ارزان بکے ہی مال دزدیدہ

وله

بچ کے چیونٹی سے گزر یہان سے چاہی جو نجات — جو عمل یہان ہے سو دیکھے ہے مکافات کی راہ

چہپ کے جانا تو رہا کوچہ مین اوسکے **قائم**
وضع اب کیجیے کچہہ اور ملاقات کی راہ

شور دیوار کے گرنے کا سنا ہے کہ نہین — نالہ کرتی ہے ہر اک خشت فراقِ ہم سے

روز عشرت کا کبہو رکہتے تہے ہم بہی **قائم**
لیکن ایسا کہ جو مانا تہا شب ماتم سے

جو دیکھتے ہو اسمین خیالات و خواب ہے — دنیا بہی اک نمونۂ موجِ سراب ہے

کہنے لگا طبیب مرا یہ عذاب دیکہہ کر — مرنا ہی اس مریض کے حق مین صواب ہے

ہوتی نہین شمار نفس مین کہین تمام — یارب یہ شب مری ہے کہ روزِ حساب ہے

قائم عبث ہی قصدِ رہائی کہ مثل موج
جب تک کہ تو ہے ساتھ تری پیچ و تاب ہے

افغان و آہ کشتۂ بیداد کیا کرے	ولہ	جو قتل ہو چکا ہو سو فریاد کیا کرے
گہ پیر شیخ دگاہ مرید مغان رہے	ولہ	اب تک تو آبرو سے نبھی ہی جہان رہے
صبر و قرار و ہوش دل و دین تو وہان رہے		اے ہمنشین یہ کہ تو بہلا ہم کہان رہے
دنیا مین ہم رہے تو کٹے دن پر اسطرح		دشمن کے گہر مین جیسے کوئی میہمان رہے
اے دیدہ[51] دل کو روتے ہو کیا تم ہمین تو یہان		یہ جہینکنا پڑا ہے کسیطرح جان رہے
قسمت تو دیکہہ بار بھی اپنا اگر تو وہان		جس دشتِ پُرخطر مین کوئی کاروان رہے
پیارے ہمیشہ ایک سی رنجش ہے کچہہ بہی لطف		ناخوش کبہی ہوے تو کبہی مہربان رہے

مسجد سے گر تو شیخ نکالا ہمین تو کیا
قائم وہ میفروش کی اپنے دکان رہے

آہ کوئی جواد سے ان کے سمجہاتا ہو		دیکھتے ہین کہٹکے ہندو و مسلمان اتنے
سچ کہہ اے باد صبا ہے کسی گل پر یہ بہار		تو نے دیکہے ہین زمانہ کے گلستان اتنے
شور محشر کا رہے کیون نہ ترے کوچہ مین		جس جگہ ہوئین اکہٹے[52] دلِ نالان اتنے
اللہ رے آئنہ مین ترے حسن کا شکوہ	ولہ	پانی مین ماہتاب کی جیسے جہلک پڑے
تہارات سوز دل کا مرے بزم مین بیان		بے اختیار شمع کی آنسو ڈہلک پڑے
الماس سو وہ زخم جگر کو دے کیا مزہ		تہوڑا سا ذائقہ کو نہ جب تک نمک پڑے

[51] اے آنکھون کے محل پر اے دیدہ کہا ہے ۱۲ [52] ہر جگہ اکھٹا ہی بولتے ہین جمع اس کی اب ترک ہوگئی ۱۲

غافل بہار عمر کی آخر ہے پی شراب — پیمانہ بھر چکا ہے مبادا چھلک پڑے
قائم تو وقتِ گریہ دلِ زار کو سنبھال — ایسا نہو کہ مل کے لہو مین ٹپک پڑے

قائم سا شخص بیٹھ گیا چند روز مین
یارب کسو بشر کے نہ پیچھے فلک پڑے

برنگ نقشِ قدم ہو نہین یہان وہ خاک نشین — کہ فکر کی نہ کسو نے مرے[۵۱] اوٹھانے کی
خدا نکردہ او سے غیر سے تو کیا سروکار — تھی ایک بات تو یہ بھی مجھے جلانے کی
زبسکہ یار نے خلوت کو بارِ عام کیا — خبر کہے ہے ہر اک بے خبر ٹھکانے کی

ولہ
گو کہین یار نے بلایا ہے وہ اب آتا ہے — پر اِسے مین تو سمجھتا ہون کہ کب آتا ہے
شام ہوتی نہین اک دل پہ بلا ہوتی ہے — صبح آتی نہین اک جی پہ غضب آتا ہے

ولہ
نپوچھو کیونکہ میری اندنون اوقات کٹتی ہے — کہ دن گر رو کے گزرے ہے تو مر کر رات کٹتی ہے

ولہ
ہنوز شوق دلِ بیقرار باقی ہے — بجھی ہے آگ تو لیکن شرار باقی ہے
شراب عشق مین کیا جانے کیا بلا تھی ملی — کہ جسکے کیف کا اب تک خمار باقی ہے

ولہ
یونہین جو یہ چشم[۵۲] تر رہین گے — عالم کو خراب کر رہین گے
تسکین دے دل کو پشتِ خم نے — یعنی پل ہے اوتر رہین گے

ق
کیا لطف ہے زندگی کا پیارے — یون غیر جو ہم پہ ور رہین گے
مارا جو نجاے گا کسیکو — اتنا تو ہے آپ مر رہین گے

ولہ
تنگتر ہے دست حاجت سے دلِ اپنا ہمدم — کسکے آگے ظاہر اپنی تنگدستی کیجیے
لب پہ فوارہ کے جاری ہے یہ مصرع دمبدم — دے اگر خالق بلندی پس پستی کیجیے

۵۱ مرے کی جگہ مجھے کہا ہے ۱۲ ۵۲ چشم مونث ہے ۱۲

کوئی ٹک اوسکو حال کی میرے خبر کرے | ولہ | پر اسطرح کہ دل مین کچھہ اوسکے اثر کرے

پہلے ہی[51] سوجھتی تھی ہمین اے شب فراق | یہ رات بیطرح ہے خدا ہی سحر کرے

غافل نہ فکر زاد سے رہنا کہ بے خبر | کیا جانئے یہ قافلہ کسدم سفر کرے

صندل ہے گو صداع کو نافع برای طبیب | اتنا کسے دماغ کہ یہ درد سر کرے

کوسون سے آدمی کو جو دیکھا تو کیا ہوا | وہ چشم ہے جو حال پر اپنی نظر کرے

کیا جانئے یہ باتین مین سنتا ہون کسلئے | ایسا ہے ورنہ کون کہ یون درگزر کرے

نہ غم برا ہے نہ عیش و نشاط بہتر ہے | ولہ | سبھی مساوی ہین یہان یہ فقیر کا گھر ہے

ہے آہ و نالہ سے میرے جہان پہ عرصہ تنگ | یہ شب ہے ہجر کی یارب کہ روز محشر ہے

ہماری چشم سے سیکھے کرم کوئی کہ سدا | گہر یہ بخشے ہے تس[52] پہ بھی شرم سے تر ہے

کرے ہے آئنہ کیا آستین سے تو صاف | ترے تو ہاتھہ سے عالم کا دل مکدر ہے

یہ طشت و تیغ یہ ہم کشتنی درنگ ہے کیا | یونہین مزاج مین آئے اگر تو بہتر ہے

تری زبان سے خستہ کوئی نزار ہے کوئی | ولہ | پیارے یہ نحو صفر یہ گفتار ہے کوئی

ٹھوکرین ہر قدم کی تڑپتے ہین دل کئی | ظالم ادھر تو دیکھہ یہ رفتار ہے کوئی

تجھسے لگین تھین آنکھین ہنسا مفت مین یہ دل | تقصیر تھی کسیکی گرفتار ہے کوئی

ظالم خبر تو لے کہین قائم ہی یہ نہو
نالان و مضطرب پس دیوار ہے کوئی

لبریز شوق میرا از بسکہ مو بمو ہے | سمجھا نہ مین یہ ابتک یہ مین ہون یا کہ تو ہے

اب آنہ کہ یہانتک ترا خیال چھایا | جیدہر[53] نظر کرون مین ادہر تو روبرو ہے

[51] ہمین کے ساتہہ پہلے ہی اب کہنا ممکن نہین ۱۲ [52] تس کا لفظ ترک ہو گیا ہی ۱۲ [53] جیدہر مین ی اور ادہر مین واو اب خلاف محاورہ ہے ۱۲

موجِ نفس سے ناداں غافل نہو کہ تیری — یہ ہستی دو روزہ نخلِ کنارِ جو ہے

شبنم کے برگِ گل پر ڈہلنے سے مین یہ سمجھا — جو دیدہ ور ہے اوسکو شوقِ رُخِ نکو ہے

سر رشتۂ سخن کو قائم اگر تو سمجھے — جو کچھہ کہے ہے کوئی اوسکی ہی گفتگو ہے

ولہ

مر جائیے کسی سے پہ الفت نہ کیجیے — جی دیجیے تو دیجیے پر دل نہ دیجیے

خاک سمجھا ہے مین سونے کو خوشی سے لیکن — ورنہ جس خاک کو لون ہاتھہ مین سونا ہووے

شمع ساں عمر کٹی اپنی تو جلتے ہی یہاں — رو چکے کوئی جو اک رات کا رونا ہووے

کل پہ رکھتے ہو مرے قتل کو کاہے کے لئے — ہو چکے آج ہی تو وہ کیون نہ جو ہونا ہووے

ولہ

شب گریہ کی وابستہ مری دلشکنی تھی — جو بوند تھی آنسو کی سو ہیرے کی کنی تھی

قائم مین غزل طور کیا ریختہ ورنہ — اِک بات لچر سی بزبان دکنی تھی

مردن دشوار مین یہ جان سے بے تقصیر ہے — حسرتِ دل سو طرف سے اسکی دامن گیر ہے

ڈر ستم کرنے سے ای ظالم یہ کچھہ لازم نہین — آہ ہر مظلوم کی میری سی بے تاثیر ہے

ولہ

خوب ہی عاشق کو اپنے تم تو بہکاتے رہے — گہر کہان اور کس جگہ پر اوسکو بہلاتے رہے

ہاتھہ پہیلائے تو مثلِ برق ملنے کو ترے — لیک اِک جھمکی[۵۱] مین ہم تو آپ ہی جاتے رہے

شیخ جی گر امر ہو مین بہی کرون کچھہ التماس — آپ تو خاطر مین جو آیا سو فرماتے رہے

گم ہوا سر رشتہ ایسا کام کا اپنے کہ آہ — پہر نہ سلجھا جسقدر ہم اوسکو سلجھاتے رہے

ولہ

یہ صحرا ہے بہلا دیکھین تو بارے — جنون کیسا ترا دیوانہ پن ہے

[۵۱] جہلک اور جہلکی کے محل پر آگے جہمکی بولتے تھے ۱۲

وہ گویا زخم ہے چہرہ کے اوپر
جو بے لطف سخن کوئی دہن ہے

وله

گو ہم سے تم ملے نہ تو ہم بھی نہ مر گئے
کہنے کو رہ گیا یہ سخن دن گزر گئے

کہتے ہین خوشدلی سے جہان مین یہ سب غلط
رنج و تعب[٥١] ہی ہنسنے تو دیکھا جدھر گئے

بھٹکا پھرون ہون یہان مین اکیلا ہر ایک سمت
اے ہمرہان پیش قدم تم کدھر گئے

وله

جون طفل سرشک ارغوانی
پامال ہوئی مری جوانی

دو چیز[٥٢] ہین یادگار دوران
تیرا ستم اپنی جان فشانی

قائم نہ دوا سے داغ دل کر
کیا جانے ہے کسکی یہ نشانی

آمد مین مین اشک ناتوان کی
ٹکڑون سے جگر کے زردبان کی

بلبل کی مرے صفیر جان سوز
ہے برق پرا پنے آشیان کی

کس کس صورت سے جلوہ گر ہے
اللہ رے خود بے نشان کی

وله

کوچہ مین ترے گریہ چلا آئے ہے شاید
مدفون کسی کشتہ کی یہان تشنہ لبی ہے

کیا پوچھتے ہو موجب آزردگی یار
دل لیچکے[٥٣] مدت ہوئی اب جان طلبی ہے

ہے مفت یہ صحبت کہ کوئی دم مین یہ ساقی
نہ جام بلورین ہے نہ شیشہ حلبی ہے

وله

سنتا ہی نہین وہ بت گمراہ کسیکی
گو آپ سفارش کرے اللہ کسیکی

نے نالہ مین تاثیر ہے نے آہ مین یہان درد
معلوم ہو کسطرح تجھے چاہ کسیکی

وله

کسے گلگشت گلشن کی ہوس ہے
اسیری کا جگر پر داغ بس ہے

٥١ عطف کے ساتھ جتنی چیزین جمع ہو جائین اون سب کا فعل مفرد لانا محاورہ ہے ١٢ ٥٢ مصنف کی زبان پر چیز مذکر ہے ١٢ ٥٣ یعنی دل لئے مدت ہوئی لے چکے یہان تعظیم کے لئے نہین ہے ١٢

جنون کے ہاتھ سے گو ناتوان ہون — گریبان تک تو میرا دسترس ہے

بغیر از آہ و افغان کون قائم
مرا اس غمکدہ مین ہمنفس ہے

ولہ

غصہ و لیس کو تھی عمر ہے کہ دیکھے — رشتہ ہو صفر آپ ہی مین پیچ و تاب سے

شہرت طلب ہے شیخ تو پی اور پلا شراب — مشہور تر ہے پیر مغان آفتاب سے

مت کہہ کہ رات[۵۱] اوس سے وعدہ ٹھہر چکا ہے — ایسے تو وہ ہزارون اقرار کر چکا ہے

کہتے ہو دل ادھر دے تم کیا کروگے دلکو — وہ ہی ہے جو نظر سے آگے گزر چکا ہے

مت جا شمار دم پر قائم کے تو کہ پیارے
یہ خستہ فی الحقیقت مدت سے مر چکا ہے

کیا جانے ہم کہان ہین اور دین و دل کدھر ہے — عالم مین تفرقہ کے کسکی کسے خبر ہے

صدمون سے یہان تپش کے اب بال ہے نہ پر ہے — اے شوق پرفشانی کہہ تیری کیا خبر ہے

آرام سے کوئی دم کٹ جائے گر جہان مین — ہم عمر صد خضر کے اک فرصت شرر ہے

اس بحر مین اگرچہ جون موج جائے ہے تو — پر ساتھ ہے وہ تیرے جیدھر تجھے سفر ہے

گم کر تو آپ کو یہان گر چاہتا ہے کچھ ہو — قطرہ جو خوب ڈوبا اس بحر مین گہر ہے

نالہ جرس کا لیلی ہے آج گریہ آور — مجنون کی حسرتونکا شاید یہ نوحہ گر ہے

وہ دن گئے کہ لوہو[۵۲] آتا تھا چشم تر سے — اب لخت دل ہے کوئی یا پارۂ جگر ہے

غافل قدم کو اپنے رکھیو سنبھال کر یہان — ہر سنگ رہگزر کا دوکان شیشہ گر ہے

ہم چشمی غیر کی ہم کب کر سکین کہ اوس پر — اتنا تو ہے کہ گاہے دزدیدہ اک نظر ہے

[۵۱] رات بغیر گویا کا اب نہین بولتے ۱۲ [۵۲] لوہو متروک ہے ۱۲

جون نخلِ شمع قائم یہان وہ نہال ہو نہین
جز آہ و اشک جسکو نے برگ ہے نہ بر ہے

جس طرف سے تو مری جان پلک مار چلے
باپ بیٹے ہون جو دو شخص تو تلوار چلے

قائم آخر ت سفر باندھ کہ یہان سے اپنا
جی تو جانے کو نہ چاہے ہے تہا پہ ناچار چلے

شکوہ اغیار سے نہ یار کی بیزاری سے
جو ہوا ہم پہ سو اس دل کی گرفتاری سے

ہر قدم کوے بتان کارگہ مینا ہے
دیکھیو بچکے سنبھالے ہوے ہشیاری سے

ہاے قائم نہ تری آنکھہ پسیجی اکدن
ابر روتا ہے سدا خوف سیہ کاری سے

کب نالہ بلاے جان نہین ہے
کب آفتِ دل فغان نہین ہے

ق

ہے کونسا دم کہ تازہ نوحہ
سر جوشش لب و دہان نہین ہے

کس دن تہ دل برنگ اخگر
صد آتش غم نہان نہین ہے

کب رات ہوی کہ چشم تر سے
خونابہ دل روان نہین ہے

سب کچھہ ہے جو چاہیے مگر صبر
اک جنس ہے وہ کہ یہان نہین ہے

بس تابکجا اوٹھائین یہ غم
کیا ہم ہین تو ہم مین جان نہین ہے

کہتا ہین نہین کہ ظلم ہے بد
پر خوب تو مہربان نہین ہے

ولہ

ویسی ہی آہ دو ہی نالا ہے
اب بہی یہان فضل حق تعالی سے ہے

اے تپش اک دو روز اور بہی صبر
زخم دل کا ہنوز آلا ہے

دل ہے یارب کہ چشمہ خون ہے
یہ چشم ہے یا لہو کا نالا ہے

کل سہے یہ بھی کہ ہاتھ مین ہو گہر — آج گو یا لو نیچ چہالا ہے
بل بے جرأت مین راز دل نہ کہا — ولہ — بات جب تک کہ جان پر آئی

کہل گیا آپ ہی آپ کچھ قائم
کیا بلا اِس جوان پر آئی ۴ ۴

نہ اے بہیر مجھ پر[۵۱] ایک تو ہی برسرِ کین ہے — ہمیشہ آبروئے شمشیر ہی جوہر سے پُرچین ہے
کرے ہی منع مجھکو سننے سی اپنے ظاہر مین — یہ مُنہ کو پہیر کر کہتا ہے پچکے سے کہ آمین ہے
ذرا آہِ خستگان سے تو کہ ہنگام دعاؤن کے — حریم قدس مین لاکہون[۵۲] ملایک محوِ آمین ہے
یہ شوخی رنگ کی پیارے کہان پائی ہی مہندی نے — نجانے ہاتھ تیرا خون سے کس بیکس کے رنگین ہے
کوئی اپنی خاطر ایسا کہین اِک مکان ہووے — ولہ — کہ نہ یہ زمین ہو وہان نہ یہ آسمان ہووے
رہ و رسم ناز پیارے ہے قدیم طور خوبان — یہ نہ اسقدر کہ جی کا کسی کے زیان ہووے
مین تمام رات تجھ بن درِ غیر پر سحر کی — نہ خدا کرے کسو سے کوئی بدگمان ہووے

نہ خفا ہو مجھسے قائم کہ روا ہے اُس سی رنجش
جو کوئی کہ ایک دو دم کا کہین مہمان ہووے

کیا کیا عدم[۵۳] مین ہم پر ظلم و ستم نہونگے — پر جب یہی رہین گے اور ہائے ہم نہونگے

مفت نظر ہے قائم سیرِ وجود ورنہ
آئے نہین عدم سے یا پہر عدم نہونگے

خدا کسی سے کسی دل کو آشنا نہ کرے — یہ ابتلا ہے بُری طرح کا خدا نہ کرے

۵۱ سے کی جگہ پر کہا ہے ۱۲ ۵۲ کثرت کے لئے جو عدد بولے جاتے ہین انکا فعل مفرد لانا محاورہ مین جاری ہے ۱۲
۵۳ یہ مصرع مشہور اسطرح سے ہے ۔ دنیا کے جو مزے ہین ہرگز وہ کم نہونگے ۱۲

ہم اپنے وعدہ کے دن پھر چلے آپ ہی ظالم — تو گو وفا کرے وعدہ کو اپنے یا نہ کرے
ہزار شکل سے سمجھا و نہین سمجھے اے دل — پر اسکو کیا کرون ظالم جو تو کہا نہ کرے

بتون کی دید کو جاتا ہون دیر مین قائم
مجھے کچھہ اور ارادہ نہین خدا نہ کرے

تا قطرہ دل سے پھر آب اشک کا نم پہنچا ہے — چشم بد دور عجب شغل بہم پہنچا ہے
دیر و دل - جانئے کیا پھر ہے پہ یہ سنتے ہین — یہان سے جو قافلہ بھولا سو حرم پہنچا ہے
بے سبب تو نہین احوال یہ دل کا پیارے — تو بھی تو پوچھہ کہ کیا اس پہ ستم[۱] پہنچا ہے
سالک اوس وادی پر خوف کا ہو نہین کہ کوئی — آگے جس راہ مین مقصود کو کم پہنچا ہے

یہ کب اعجاز تھے موسیٰ کے عصا مین قائم
جن مراتب کو ترا آج قلم پہنچا ہے

روش سے چرخ کے ایمن نہو کہ ایک جہان — اس آسیا نے انہین گردٹون مین پیسا ہے

ولہ

وس طرف وہ نگاہ لڑتی ہے — کبھو ادھر بھی آن پڑتی ہے

قائم آیا ہے پھر وہ بن ٹھن کر
دیکھین کس کس سے اب بگڑتی ہے

ہمت ہوی مری نہ کسی مرتبہ مین بلند — کیا جانے کس مقام کی تھی آرزو مجھے
یہان چاہیئے ہے زینت ظاہر کسے کہ ہی — عریان تنی مین شل گہر آبرو ہے مجھے
اپنے کئے سے آپ تو نادم نہو کہین — اتنا بھی مت بتنگ کر اے تند خو مجھے

ولہ

پھرے زمانہ جہانتک ہے ہم سے یا نہ پھرے — کسو کے پھرنے نہ پھرنے سے کیا خدا نہ پھرے

۱ یعنی ستم گزرا ہے ۱۲

خزان مین سو مروت سے چھوڑنا گلشن — ہم اور ہواے چمن جب تلک ہوا نہ پھرے

یقین ہے گور پہ آئینگے اب تری قائم
جو جیتے جی کبھو بالین پہ بھی آنہ پھرے

کا ہے کو رکھیے زمانہ سے تمتع کی امید — نجت دیتا نہیں جس کو یہ ہنر دیتا ہے
گریۂ ابر بھی اک جیسے ہے پیارے لیکن — داد رونے کی مرا دیدۂ تر دیتا ہے
باور نخل سے سیکھے کوئی احسانکا طریق — سنگ مارے ہے جو اوسکو وہ ثمر دیتا ہے

نقد ہستی کو پرکھنا نہیں قائم آسان
وہی سمجھے ہے خدا جسکو نظر دیتا ہے

یہ نیست و ہست اے دل سب وہم ہی تیرا ہے — جب تھا تو بھلا کیا تھا اور اب نہیں تو کیا ہے
حسن شور مین عالم کا یہان مونڈ[ل] سے بھی کان اٹے — پر خوب جو دیکھا تو کچھ آپ ہی مین غوغا ہے

ولہ
مرا جی گو تجھے پیارا نہیں ہے — پر اتنا بھی تو ناکارا نہیں ہے

نہ مرنے دیتے ہم قائم کو لیکن
خداوندی سے کچھ چارا نہیں ہے

کیا دل غمزدہ ہوگا تو جسے شاد کرے — یون تری بندہ نوازی جو کبھی یاد کرے

ولہ
دیکھتے غیر کے مری اوس سے نگاہ لڑ گئی — کام ہی چل بچل ہوا بات ہی سب بگڑ گئی

کون ہے قائم اس جگہ جسکو نہین کسی سے ربط
میرے ہی چاہ کی فقط شہر مین دھوم پڑ گئی

مین جاتا ہون کعبہ کو اب دیر سے — بھلا یہ بھی دیکھون خدا کیا کرے

[ل] مونڈنا متروک ہے ١٢

پھر آمد تون سر پہ ہے کہ وہ خوار		پہ طالع نہون تو ہما کیا کرے
ہین گو لاکھ شکوہ لبون مین گرہ		پہ تجھسے کا کوئی گلا کیا کرے
رکھے تہا صبر کا دعوی تری بیداد کے آگے	وله	کیا تہا جو سو آیا اس دلِ ناشاد کے آگے
کرو ہو بوسہ کا وعدہ تم آج اشارون سے	وله	یہ چھیڑ کیا ہے بھلا ہم خدا کے مارون سے
نہ شیخ منکر مے ہو کہ دیدہ درحسین جو مرد		طلب کرین ہین وہ ہمت شراب خوارون سے
کہلی گرہ کی نہ جیب ناخن صدف سے گرہ		کشاد کار کی پہر کیا طمع ہی یارون سے

وہ چشم آبلہ پھوٹی ہی خوب ہے قائم
کہ چبھتے گرد نہ مژگان اوگے ہون خارون سے

کہین امتحان ہو تو جنجال ہے		تو کہوٹا ہے اور دہر ٹکسال ہے
اوٹہا رند ڈالے دو عالم کے دل		بھلا شوخ یہ بھی کوئی چال ہے
کھٹکتا ہے پہلو مین یون ہمنشین		کہے تو یہ دل تیر کی بھال ہے

نہ کہا اوسکی باتون پہ قائم فریب
یہ بوسہ کا وعدہ نہین ٹال[5] ہے

کثرت اگر یہی ہے گلی مین تری تو شوخ	وله	ممکن نہین کہ تیغ چھٹے اور کوئی چل سکے
اے گریہ کب کہا مین گرہ در گلو نہو		پر اسقدر رہے راہ کہ ٹک جی نکل سکے
اک حرف ہو جو سنئے یہ کوئی رکھے سو کیا	وله	یہان تو ہر ایک بات کے تلوار ساتھ ہے
بوسہ کی گر طلب سے خفا ہو تو کیا ہوا		اوس خشمگین نگاہ کے اک پیار ساتھ ہے
خیال بوسہ کیا کس بہانہ دل سے لئے کہ آہ ہوہو	وله	دہنک سے نیل کی سرخی مین آج تجھ لب کی

[5] یہ مصدر آگے محاورہ مین تہا اب ترک ہے ۱۲

سواے دل شکنی سب مباح ہے یہان شیخ
خبر نہین تجھے رندونکے دین و مذہب کی

سوال بوسہ جو قائم کیا مین شب تو کہا
کہ یہ کبھے چھیڑ کہین اور جا کے اِس ڈھب کی

دل سے کچھ آج ترا وندہ نیا مضمون ہے
مصرعِ آہ جو سر کھنچے ہی سو موزون ہے

خوان سے چرخ کے یغما کی توقع ہے غلط
جب سے دیکھون ہون یہ کاسہ تو نہین واژون ہے

دیکھ اے چشم نم اشک سنبھالے ہی رکھ
ٹک جھپک جائیگی مژگان تو یہ بہر جیحون ہے

تہمت کینہ فلک پر ہے بہلاوے کے لئے
ورنہ جو دل ہے تعدّی سے تری پر خون ہے

جی کو کچھ مانے ہی بنتی ہے نجانے قائم
ہر سخن مُنہ کا ترے سحر ہے یا افسون ہے

ولہ

شادی و عیش وہ یا رنج و عنا دیتا ہے
لے تو دل کھول کے جو تجھکو خدا دیتا ہے

وے کہ دیتا ہے بہرحال وہ بہتر کہ گدا
گر نہین دینے کو کچھ پاس دعا دیتا ہے

کیون نہ دشنام پس از بوسہ خوش آے قائم
چرپرا[1] بعد مٹھائی کے مزا دیتا ہے

تا شوخی نگاہ تری گرم ناز ہے
میدان سینہ پیشکشِ ترکتاز ہے

شامت ہے کیا کہ شیخ سے کوئی ملے کہ وہان
روزہ وبالِ جان ہے سدا یا نماز ہے

جون موم تفتہ کسکو سنبھالے ہے تو کہ یہان
جتنا بدن ہے آتشِ غم سے گداز ہے

ڈرتا ہون مین کہ شیخ ادبجھ کر گرے نہ کہین[2]
یہ پست قد و ریش نہایت دراز ہے

قائم کرے ہے کس سے تو اظہارِ دردِ دل

[1] یعنی چیٹ پٹا ۱۲ [2] کہین کو کہین باندھا ہے اب یہ متروک ہے ۱۲

اے بے شعور کچھہ ہی سب تجھے امتیاز ہے

نے ناز نہ عشوہ ہے نہ تقطیع نہ چھب ہے
دل کو جو لبھا لے ہے وہ کچھہ اور سبب ہے

یہ شوخی و ناز اور کسی شوخ مین کب ہے
شوخی یہ نہین قہر ہے آفت ہے غضب ہے

آئینہ کو ٹک چوم کہ ہو صاف یہ عقدہ
یعنی سے ہے جگہ بوسے کے لینے کی تو لب ہے

رات اوس سے کہا مین ترے کوچہ مین بیار[1] ق
قائم کو بہت دیر ہوئی داد طلب ہے

کیا ہو جو ٹک اک سُن لے تو احوال کو او سکے
بولا کہ ترے فہم سے یہ بات عجب ہے

ہو ایک ستمکش تو کوئی داد دے یہان تو
لے صبح سے تا شام ہی شور و شغب ہے

جب مین دیکھا ہی تو اس دلکو غمین دیکھا ہی
یہ نیا چاؤ محبت کا یہین دیکھا ہے

کو سکندر[2] کی سی ہمت کہ پھر اتشنہ اگر
موج سے آب خضر چین بجبین دیکھا ہے

اک شناسائی ہمین بہی تہی طرب سے قائم
لیکن ایسی کہ جسے کہئے کہین دیکھا ہے

زاہد در مسجد یہ خرابات کی تو نے
جی ہی یونہین چاہے تہا کرامات کی تو نے

ایدہر تو مین نالان ہون ادہر غیر نجانے
اب کس سے مرے جان ملاقات کی تو نے

اللہ رے محبت تری تعلیم کہ جو بات
دشوار تہی مجھہ پر سو مساوات کی تو نے

قائم رہ پُر خوف ہے اور دوری منزل
کب پہنچے گا ظالم جو یہین رات کی تو نے

نکر تفرقہ صاف دُرد جہان مین ڈ
جو کچہ تجہکو ساقی دے سو واہ وا ہے

[1] پیارے مین ہی اب ملفوظ نہین ۱۲ [2] کو ہندی ترکیب مین لانا متروک ہے ۱۲

نہ مین عشق چھوڑا نہ تین جور پیارے — مجھے آفرین اور تجھے مرحبا ہے

افغان وآہ کشتۂ بیداد کیا کرے — وله — جو قتل ہو چکا ہو سو فریاد کیا کرے

عبث شادی یو مین لینے کا دل کی قصد کرتی ہے — وله — مین ساری عمر سے واقف ہون یہ اندوہ کا گھر ہے

ہوا ہے قدر سے غنچہ کے دل پر صاف یہ عقدہ — کہ سر پر جا ہے اوسکی جس کسیکے ہات مین زر ہے

مرا پیغامبر طرز ادا سے راز کیا سمجھے — وله — خدا جانے کہ یہ کیا بولے وہ طنّاز کیا سمجھے

ہمارے سوز دل کو شمع کا شعلہ جو سنتا ہے — وله — گھے ملتا ہے ہاتھو تلکے تئین گہ سر کو دھنتا ہے

صفاے حسن نے تیرے کیا دیوانہ یہ اوسکو — کہ دیکھو کہربا کو جس جگہ تنکے ہی چنتا ہے

کس دل پہ داغ غم نے نہ تیرے بہار کی — وله — اللہ رے دھوم اب کے برس لالہ زار کی

مکروہ اگر یہی ہین جہان کے تو لاکھ بار — افزون ہے عمر خضر سے فرصت شرار کی

شاید وہ بھول کر کبھی یہان ہی رکھے قدم — یکسان کرو زمین ہمارے مزار کی

وعدہ یہ کل کے آنے کا اوس سخت جان سے کر — طاقت ہو جس کسیکو ترے انتظار کی

قائم صبا سے اہل چمن نے اگر کہین — ق — آمد سنی نہین ہے ترے گلعذار کی

غنچہ نے کسکے بوسہ کو یہ لب کیے ہین جمع
گل کیون بنا ہے باغ مین صورت کنار کی

فرصت نہ زلزلہ کے تئین دینگے ایک دم — گرہم سے بیقرار زمین کے تلے گئے

اوس سبزہ کی طرح سے کہ ہو رہگذار پر — رودن[۱] مین ایک خلق کے یہان ہم ملے گئے

قائم شباب ہی مین مناسب تھا شور عشق
جانے دے اب یہ کام کہ وہ ولولے گئے

[۱] روندنے سے اسم رودن بنایا ہے لت روندن اب بھی بولتے ہین ۱۲

ہے وہ تجہہ مین واسطے جسکے تو اس خواری مین ہے
پر خدا جانے کہ تو کسکی طلبگاری مین ہے

قصر شاہ وکلبۂ درویش مین راحت کہان
یہ مزا اپنی ہی ٹوٹی چاردیواری مین ہے

لے سکے قائم سے جو کچہہ لے چکا اے نادان شتاب
وہ مسافر آج کل سے چلنے کی تیاری مین ہے

تو اپنے سے دل کی خوبہ سمجہے
یہ بگڑے تو پہر کبہو نہ سمجہے

سو حرف ہین خامشی مین لیکن
اس بات کو ہرزہ گو نہ سمجہے

سمجہو گے ہمارے بعد ہم کو
پر حیف کہ روبرو نہ سمجہے

سمجہا رہے[۹۱] ہم تو تجہکو قائم
پر کیجیے کیا جو تو نہ سمجہے

حال دل صبح و شام کیا کہیے
ایک قصہ مدام کیا کہیے

غم کی چیٹک نہووے جس دل مین
سنگ ہے وہ یا رُخام کیا کہیے

کی تہی جون تیون[۹۲] کے جس سے رات بسر
اب پہر آئی وہ شام کیا کہیے

کردیا اک جہان تہ و بالا
عشق کی دہوم دہام کیا کہیے

میری اب تک پہرے ہے آنکہوں مین
ہائے رے وہ خرام کیا کہیے

آہی چلئے کہ آگے قاصد کے
یار کا ہے پیام کیا کہیے

ہے جو دم مفلس کے جی پر نزع سے دشوار ہے
ہر نفس ہے دار اوسکو جو کوئی نادار ہے

اس تب ولرزہ مین اے خورشید اک تو ہی نہین
گردش دوران مین دیکہا جسکو مین بیمار ہے

گر یہی ناسازی دین ہے تو اکدن شیخ بہی
پہر وہی ہم ہین وہی بت ہے وہی زنار ہے

[۹۱] یعنی سمجہاتے رہے ۱۲ [۹۲] یعنی جون تون کرکے ۱۲

اس تجاہل پر مین مرتا ہون کہ سب کچھ جان بوجھ
شیخ جی مانا مین اسکو تم فرشتہ ہو تو ہو
ہر کسی سے پوچھتے ہو تم یہ کیسا بیمار ہے
لیک حضرت آدمی ہونا نہایت دور ہے

جانئے قائم کچھ آگے کیا قیامت ہوگا تو
اس بڑھاپے پر تو تیرے سر مین اتنا شور ہے

ولہ

دل مرا دیکھ دیکھ جلتا ہے
ہمنشین ذکر یار کر کچھ آج
دل مژہ تک پہنچ چکا جون اشک
شمع کا کس پہ دل پگھلتا ہے
اس حکایت سے جی بہلتا ہے
اب سنبھالے سے کب سنبھلتا ہے

آج قائم کے شعر ہم نے سنے
ہان اک انداز تو نکلتا ہے

شیخ جی آیا نہ مسجد مین وہ کافر ورنہ ہم
روئیے اس غمکدہ مین آج کس کسکو کہ یہان
پوچھتے تم سے کہ اب وہ پارسائی کیا ہوئی
دیکھتے نظر دنکے اپنے اک خدائی کیا ہوئی

گو کسی حالت مین ہو قائم مین سمجھون ہون تجھے
ہے تو تو وہی پہ تیری کبریائی کیا ہوئی

جون موج مرا قافلہ غافل ہے سفر سے
سر کھینچے اگر عرش تلک تو بھی بجا ہے
کیا جانئے کہان جائیگا آیا ہے کدھر سے
شرمندہ نہین آہ مری روی اثر سے

مانند نگین جا ہے اگر نام کو قائم
باہر نہ قدم رکھیو مر یجان تو گھر سے

قصائد کا انتخاب

ہے اِس حدیقہ مین جون غنچہ اوسکی زیست بکام
کہ تنگ آئے جو شیشہ سی مشتغل ہو بجام

ہے ساتھہ عیش کے زیرِ سپہر کلفتِ غم
کہ متّصل ہو شفق سے ہمیشہ ظلمتِ شام

ڈرآہ اہلِ کدورت سے توکہ برقِ بلا
زبانہ زن ہے سدا مثل شعلہ زیرِ غمام

نہ جل کے خاک ہو کیونکر اساس خانۂ دل
ہو عشق شعلہ طبیعت جہان مدار بہام

مین ہون وہ دانۂ آتش رسیدہ بو کے جسے
خجل ہے آپ کشاورز گردشِ ایام

خدا ہی جانے کہ کیا اِس وجود سے تھی مراد
کہ ہے نہ کفر کے لائق نہ قابلِ اسلام

جو ناتمامی خلقت یہی ہے اپنی کہ ہے
تو بعد مرگ[1] بھی شاید کہ ہو جیئے نہ تمام

گنہ کئے ہین مین جتنے سو ہین حساب سے بیش
ڈرے ہے دل کہ ہو روز حساب کیا انجام

زہے شفیع کہ گر ہو نہ اوس سے چشمِ کرم
تو اِک جہان تبہ کار کا تباہ ہو کام

مین قصر قدر کی اوسکے کہون سو کیا رفعت
کہ پہلی سیڑہی ہے جسکی نہ آسمانکا یہ بام

ہے جی مین وہان مین یہ مطلع پڑہون حضور کے بیچ
جہان نعیم دو عالم ہین کمترین انعام

ہے اِس طریق یہ تجہسے جہانکا ربط و نظام
ہو ساتھہ شخص کے سایہ کو جسطرح سے قیام

خدا نکردہ جو تیری نگاہ خشم کے ساتھہ
پڑے معاملہ گردون کو قہر کے ہنگام

ہوا مین جیسے دہوان دم مین ہولی ہے ناچیز
ہون اسطرح متلاشی سپہر کے اجرام

کرے نہ عدل ترا گر بجا ر ظلم فرو
رکھے نہ خلق ترا گر جہانکا تازہ مشام

قریب ہے کہ ہو یہ دو دن مین آسمانکے ورم
یقین ہے کہ فلک کو ہو خبط یا سرسام

[1] دو نسخون مین یہان لفظ بعد ہے ۱۲

مین ترے رخش کی جلدی کو کیا کرون تحریر	کہ جسکی سیر سے عاجز ہے سرعتِ اوہام
یہ عارِ قدر ہے اوسکی جو شعلہ تک کہیئے	یہ ننگِ رتبہ ہے اوسکا جو کہئے برق خرام
بسان شعلہ ہے تحریک باد سے مضطر	برنگ باد ہے اپنے مین آپ بے آرام
سہے وہ روندہ کہ صحرا تراشش و کوہ شگاف	ہے یہ دوندہ کہ گردون نوردو عرش خرام
طلاو نقرہ ترے دست جود کے آگے	زبسکہ آپ کو پاتے ہین بیوقار تمام
یہی سبب ہے کہ روپے کا رنگ رہی سفید	یہی جہت ہے کہ سونے کا زرد ہے اندام
شہا ہے شہد سے شیرین کلام منہ کا مرے	ہمین لطف عذوبت کلامی خدام
کہان فلک نے لیا امتحان قلم کا مرے	کہ مین دیا نہ عطارد کو درس حکیہ الزام
کب اسطرح مین لکھے بیان رباعیات و غزل	کہ تر ہوے نہ خجالت سے سعدی و خیام
پر اس تفاخر بیجا سے مجھکو کیا حاصل	جو دشمنی مین ہے میری یہ چرخ نافرجام
اگر ہون ماہ رکھے مجھکو تیرہ پاے کسوف	دگر ہون مہر کرے مجھکو تنگ زیرِ غمام
ہوی وہ صبح کب ایسی کہ مثل غنچہ مین دل	بھرا نہ خون سے مانند شیشۂ حجام
شب سیاہ مین زورق شکستہ بادیہ تند	ہے آگے قلزم و پیچھے[۱] نہنگ خون آشام
جو ایسے وقت مین تو ہی نہ دستگیر ہو تو	امید کس سے رکھے یا دری کی پہر یہ غلام
الٰہی جب تیئن باہم فقیہ و دانشمند	اسے حلال بتادین اوسے کہین کہ حرام
عدوے دین پہ ہو تو سے کر حرام ساغرِ عیش	حلال جام طرب ہو موالیون پہ مدام

ولہ

مین کیا کیا تہا ترا اے سپہر کجرفتار	کہ یہان تلک تو ہوا ہے کمر در پے آزار

۱؎ ہندی لفظ کا عطف فارسی کے واو سے اب متروک ہے ۱۲

جو چند کس تھے موافق میری طبیعت کے
بہر نمط سبھی مجھے گئے تھے اون مین لیل و نہار
اگرچہ ہاتھہ سے تیرے ہر ایک نالان تھا
یہ درد دل کا تو کرتے تھے یکدگر اظہار
بہر طریق مرا وقت خوش گزرتا تھا
بہلے برے سے زمانہ کے کچھہ نہ تہا سروکار
لے آیا وان سے مجھے اب تو اس مصیبت مین
کہ یان نہ مونس و ہمدم نہ یار نے غمخوار
خوشا وہ عہد مین روتا ہون یاد مین جسکی
زہے وہ وقت کہ جسکا ہے درمیان تکرار[1]
یہ کب روا ہے کہ ہردم کرون مین واویلا
یہ کیا بھلا ہے کہ آنکھین مری رہین خونبار
غلط کہا مین یہ کیا حرف تھا معاذ اللہ
کہان کی بات مین کی کس مقام پر اظہار
ہے چرخ کون کہ جس سے طلب کرے امداد
وہ شخص - ہووے جو مداح حیدرؑ کرار

وله

جنگ گردون نہوی آج بہی اصلاح پذیر
ہان کدہر نالہ کا نیزہ ہے کہان آہ کا تیر
ہو سکے مجھسے بہی جو کچھہ سو کرون مین نہ قصور
آخران نے تو نہ کی کام مین اپنے تقصیر
کب تلک قید مین غم کے مین رہون آٹھہ پہر
تا کجا دام و قفس مین ہون فلک کے اسیر
روز میرا یہ کرے صرف نشاط آفاق
تیرہ بختی سے رہون تنگ مین جون وقت اخیر
امتحان پہلے کرے کاٹ کا اوسکی مجھہ پر
قتل پر جسکے کرے تیز یہ ظالم شمشیر
کیا بلا آئی کہ صورت نہین بندہتی تسکین
کیا ہوا آہ کہ آرام نہین[2] شکل پذیر
رو جدہر کیجیے اک آفت نو دست بجیب
جسطرف جائیے اک تازہ بلا دامنگیر
گر یہی شکل ہے اس دل کی تو کب تک یہ صبر
ایک دن مین وو در دولت نواب وزیر
عہد مین جسکے گدا نعمت شاہی سے نفور
دور مین جسکے بجان کثرت دولت سے فقیر

[1] مصنف کی زبان پر تکرار مذکر ہے ۱۲ [2] یعنی تسکین کی صورت نہین بندھتی ۱۲

جو کہوں حق میں ترے اوس سے ہی آگے تری قدر
اے امیر ابن امیر ابن امیر ابن امیر

وہ جوان تو ہے کہ للکارے جو میدان کے بیچ
حال اعدا کا نہ اک خوف سے ہووے تغیر

ڈال دے ڈر کے سپر وہاں فلکِ کہنہ ستیز
گر پڑے قبضہ سے مریخ کے چھٹ کر شمشیر

شوخی تیغ کا تیری ہی میں کردن ذکر سو کیا
غمزۂ کافرِ خوبان کی ہے جسمین تاثیر

بے مدد ہاتھ کے جاسے وہ کہ اوڑ کر لاگے
ہو نہ جوہر سے اگر پاؤن میں اوسکے زنجیر

ولہ

سحر کہ پرورشِ گریہ پر تھی دل کی نگاہ
کرے تھی موج نفس ہر قدم لہو میں شناہ

ہجوم غم سے یہ صورت تھی مزرع دل کی
ہو جون گزارے لشکر کے حال کشت تباہ

اگرچہ مہر خموشی لبون پہ تھی لیکن
کرین تھی دل سے تراوش ہزار نالہ و آہ

یہ تیرہ بختی سے میری جہان تھا تاریک
غلط کرے تھا خضر اکثر اپنے گھر کی راہ

مٹے ہی جائے تھی ہستی نفس کی جنبش سے
بسانِ نقشِ قدم ہو جو باد کے سرِ راہ

ولہ

جہان کو شادی تھی آنے سے عید قربان کے
صلائے عیش و طرب دے رہا تھا ہر مغموم

تھے طرف کعبہ کے اس طرح مائل اہلِ حجاز
ہو سطح عرش پہ جیسے ملایکہ کا ہجوم

کہے تھا جی سے یہ میں گاہ ہے کہ اے قسمت بد
کہے تھا دل سے کبھو میں کہ آہ طالع شوم

جنہون نے عزم کیا تھا حرم میں ہونگے آج
رہا تو ایسی سعادت سے ایک ہی محروم

یہ قطع کرکے مری بات پیر دانش نے
کہا وہ حرف کہ جس سے یہ رمز ہو مفہوم

ہر ایک چیز کا ہے اِک بدل جہان کے بیچ
ضرور کیا ہے کہ اس مرتبہ ہو تو مغموم

جو سنگ کعبہ کو حجاج نے دیا بوسہ
تو آستانۂ دولت کو جاکے اوسکے تو چوم

کہ جسکا عدل ہے جب سے جہان پہ سایہ فگن / رہا نہ ایک زمانہ مین نام کو مظلوم

ترے ہی سایہ مین شادان مدام اہل فنون / تری ہی ذات سے نازان ہمیشہ اہل علوم

گدا کے سر پہ ترے ابر جود نے جسدم / کیا نثار گہر[۵۱] کا بوضع شکر قدوم

تو شل شاخ کہ پنہان ہو خوشہ زرین / ہوا نہین ہے وہ گوہر کے گنج مین معلوم

ولہ

ہر لحظہ سہے بیداد ہر اک وقت جفا ہے / نے شرم و مروت ہے نہ یہان مہر و وفا ہے

اے اشک شتابی لے خبر میری کہ یہ خاک / آتا ہے کوئی آہ کا جھونکا تو ہوا ہے

نازان ہے فلک اپنی تعدی پہ میری پاس / آجائے جو ایسے مین وہ ظالم تو مزا ہے

جون اشک ملا جائے ہے دل خاک مین کیونکر آج / کیا جانئے کسکی یہ نگاہون سے گرا ہے

گردش سے نہ پامال ہوا چشم کی جو دل ؟ / سرمہ وہ تری جنبش مژگان نے کیا ہے

اے مبدع صفا کی داے کان جلادت / اتنا ہی ستم عاشق بیکس پہ روا ہے

قائم نے جوان کو ترے کوچہ مین جو مین آج / دیکھا تو وہ مشرف بہلاکت[۵۲] ہو رہا ہے

غش سے جو کبھی ہوش مین آتا ہے تو اوسدم / کہتا ہے جو کچھ سر پہ میرے ہو سو بجا ہے

کچھ آپ وہ خواہان نہوا اہتمام مرے دل کا / صد منت و زاری سے مین دل اوسکو دیا ہے

لیکن کہے اتنا کوئی اوس شوخ سے جا کر / ہر اک پہ نہ کر ظلم ترے حق مین برا ہے

ڈرتا ہون کسیکا نہ کرے حوصلہ تنگی / یہان داد رس خلق امیر الامرا ہے

وہ عدل مجسم کہ جہان لطف ہو اوسکا / پامالی سے وہان سبزہ کو صد نشو و نما ہے

ہو عکس پذیرا نہ طبع مین اوس کے / وہ راز جو نظرون سے فلاطون کے چھپا ہے

۵۱ یعنی گہر نثار کئے ۱۲ ۵۲ (ہو رہا) کا واو وزن سے گرانا آج کل کے شعرا کے محاورہ مین نہین ۱۲

ولہ

جون صدف کون وہ لب تشنہ ہے ایسا کہ جسے
ابر نے فیض کے تیرے کر نہ کیا ہو سیراب

ہان مگر ایک مین محرومی طالع سے فقط
ہون ترے سایہ مین اب مورد انواع عقاب

کام کا آگے تو رکتا تھا مین خدمت مین سوال
یہہ بھی اب مفت ہی حاصل ہوا گر صاف جواب

ولہ

خدا[۵۱] یگانا تو ہے جہان مین اصل وجود
تری ہی درستی[۵۲] ہو کیون نہ کار خلق درست

مین کل جو خواب سے چونکا تو دیکھتا کیا ہون
نہین زمانہ کا احوال کچھ بوضع نخست

نہ ہین تو اسے فلک اپنے طور پر مربوط
نہ ہین زمین کے اجزا نظر مین محکم و چست

اسی خیال مین تھا مین کہ یہ کسی نے کہا
کہ آج طبع خداوند کچھ رہی ہے سست

سو حق کرے کہ تو جیتا رہے سبب ممدوح
سلامت ہمہ آفاق در سلامت تست

ولہ

کہو عدو سے مرے اب رہے وہ فارغ بال
کہ یہان نہین ہے سر کینہ و دماغ جدال

کیا ہے سہج[۵۳] مین جو ناگوار تھا دل پر
رکھا ہے سہل مین جو تھا مزاج پر اشکال

زبس ہون محو تغافل مثال آئینہ اب
نہین ہے روکشی نیک بد سے دل پہ ملال

سبب ہے یہ کہ جو ناشاعر اب ہین ہند کے بیچ
سر آمد آپ کو ہر فن کا بوجھ[۵۴] کر بخیال

ہے کون جسپہ نہین کرتے نسبت نقصان
کہ اوسکے پردے مین اپنا ہو تا کہ عرض کمال

علی الخصوص رہ و رسم بیہدی سے ہو گم
بسان سایہ پڑے ہین عبث مرے دنبال

۵۱ فعلاتن کے عین کو ساکن کر دیا ہی فارسی مین ایسا ثابت ہے ۱۲ ۵۲ سے کے محل پر تی آگے بولتے تھے ۱۲

۵۳ سہج اب ترک ہوتا جاتا ہے ۱۲ ۵۴ یعنی سمجھ کر اور بوجھنے کا لفظ پہیلی کے لیئے خاص ہے ۱۲

ہر ایک جا ہین ہجا گو وہ غائبانہ مرے	کہ رو برو نہین دم مارنے کی جنکو مجال

وله

نت ترے امر پر رکھے ہے نظر	ہے اگر یہان قضا وگر ہے قدر
کیون نہ کیجیے تجھے شجاعت جنگ	ہے شجاعت تری جہان مین سمر
لکھیے تیری ثنا تو جون رگ گل	ہووے بالیدہ ہر خط مسطر
تجھسا روشن گہر نہین دیکھا	باز ہین جب سے دیدۂ اختر
تاکہ[۵۱] عالم سے معدلت نے تری	ظلم کا برطرف کیا ہے اثر
باغ مین بید کا بنتا ہے سدا	خونی کہڑ دن پہ گل کے کرکے نظر
کہ مبادا کوئی کرے نہ گمان	برگ سے لے رہا[۵۲] تہا یہ خنجر
ہو تیری مدح کا جہان خطبہ	چاہیے عرش[۵۳] سے ہو وہان منبر
کون اس دیر مین ہے لالہ صفت	کہ نہ رکہتا ہو ہاتہہ مین ساغر
ہان مگر ایک مین کہ جاے رحیق	قوت اپنا کیا ہے خون جگر
رو کرون[۵۴] کسطرف کہ عالم مین	جسطرف جاؤن ہے کساد ہنر
واے اسوقت پر کہ فرق نہین	خرقۂ عیسوی سے تا جُلِ خر
لیک یہ بہی ہی جاے شکر کہ اب	ہے تو اک قدر دان اہل ہنر
یا الٰہی ہے جب تلک باہم	نسبت خاص خامہ و دفتر

[۵۱] جہان مصنف نے تاکہ کہا ہے اب اس محل پر جبسے کہتے ہین ۱۲ [۵۲] لے رہتا یعنی لئے ہوئے تہا ۱۲ [۵۳] ایسے محل پر سے کی جگہ کا کہتے ہین ۱۲ [۵۴] رو کرنے کی جگہ رخ کرنا اب محاورہ ہے ۱۲

مجھہ سے بہتر ہزار اہلِ سخن | نت[۵۱] ترے در پہ ہون ثنا گستر

ولہ

سنا ہے جب سے ناوک کا ترے بیم | تکے ہے مُنہ کو ارجن کے کھڑا بہیم
کھڑے ہین بزم[۵۲] تیری مین ہر اک سُو | بسان شمع اہلِ تخت و دیہیم
تری بخشش کے خطرہ سے ہمیشہ | سفید و زرد ہوتے ہین زر و سیم
تجمل دیکھہ کر گھر کا ترے کیون | دل اعدا ہنو نالش سے دو نیم
فلک نے جاہ سے اوسکی ہے لیکر | کیا ہے زیادہ[۵۳] تیرے مال پر جسیم
واندر کا اکھڑا ہے ترا شہر | ہے جس مین چار سو خوبان کی تعلیم
کہین مرذنگ[۵۴] کی دہہ کار کا شور | کہین تن تن تنم تا دیم تا دیم

ولہ

ہے نفع اپنی جنس سے زیرِ فلک محال | کھولے گرہ نجوم کی کب ناخنِ ہلال
ناسازی ہوائے فلک نیکوان[۵۵] سے دیکھہ | ہے روے گل طپانچۂ بادِ صبا سے لال
نقصان بدر سے ہے یہ روشن کہ اسنے بیان | رکھا ہے اک قرار یہ دے کر کسے کمال
کرتا ہے خاص کر کے یہ مجھسے وہ راہ و رسم | ناگفتہ جسکو آئے ہے خاطر پہ انفعال
لیکن کرے نہ نالہ وہ مجروح کس طرح | پہلو مین[۵۶] جسکے بند ہو تیرِ ستم کی بھال

[۵۱] نت متروک ہوگیا ہے نت نیا اب بھی بولتے ہین ۱۲ [۵۲] یعنی بزم مین تیری تین وغیرہ کو فاصلہ سے لانا اب نہایت مکروہ سمجھتے ہین ۱۲ [۵۳] ابھی تک عوام زیادہ کا لفظ اسیطرح بول جاتے ہین جسطرح مصنف نے نظم کر دیا ہے مگر نظم و نثر مین ی کا باقی رکھنا ضرور سمجھتے ہین ۱۲ [۵۴] اب نہ کوئی مرذنگ بجاتا ہے نہ اوسکی دہدکار کو نظم کرتے ہین ۱۲ [۵۵] لفظونکو بے ترکیب فارسی کے اب نہین استعمال کرتے ۱۲ [۵۶] تیر کا بند پہلو ہو جانا مراد ہے ۱۲

کچھہ ربط ہے کہ ایک دل اور اسقدر ستم
کچھہ دخل ہے کہ ایک سر اور اسقدر وبال

قائم نہین وہ شخص کہ جون شاعران دون
ہووے کسی طمع پہ کہین جاکے ہرزہ مال

کتنی ہے یہ متاعِ فرومایۂ جہان
جسکے لیئے قبول ہو یہ تنگی سوال

سو بار مجھکو چرخ تو دیتا تھا عز و جاہ
سن سن پر اوسکی بات کو ہی مین دیا ہی ٹال

مرجاؤن گر مین پیاس سے دیکھون نہ اسطرف
حیوان سے ہو جو پاس رکھا شربتِ زلال

لیکن نہون مین کیونکہ تری مدح کا حریص
تو ہی یہ کہہ کہ ہو ہین کہین تجھسے باکمال

تو ہے[۱] کہ دیکھنے مین ترا ارتفاعِ قدر
ہاتھون سے لین ملایکہ نے پگڑیان سنبھال

یارب ہو جب تلک کہ زمانہ کے باغ مین
گل سر پہ اک جہان کے اور خار پایمال

عزت تری ہو مایۂ تذلیلِ دشمنان
دایم بفضلِ داور و دادار رہے بحال

ولہ

مرغِ فکرت وہم دور اندیش کا پہنچے نہ وہان
طایر ہمت کا تیرے جس جگہ ہے آشیان

کم بہم پہنچا ہے تجھسا یہان خلقت جب سے کہ ہی
از دواج امہات خاک و آبا سے زمان

چیز کیا گردون جو خواہش پر تری مارے نہ چرخ
کیا بلا انجم نہ جن پر حکم ہو تیرا روان

رفعتِ گردون کو تیرے جاہ سے نسبت ہے کیا
اِس مین اور اوس مین تو ہے فرق زمین و آسمان

اللہ اللہ مخیم اجلال کا تیرے شکوہ
جسکے ہر برج مین ہی وسعت کون و مکان

عرض و طول اسکا نہایت کم دگر نہ استرہ
اسکے بچھونے کا کرتے اطلس نہ آسمان

نیزہ بازی بیچ جب دیتا ہے تو نیزہ کو پیچ
ابر مین خجلت سے اوسکی برق ہوتی ہے نہان

کیا کہون مین زور بیجا اسکے دشمن پہ لیک
کیا کہون مین زور بازو کی ترے تاب و توان

[۱] تو ہے یعنی تو ایسا ہے ۱۲

باپ کی ہمت کہون تیرے مین یا دادا کا جود
ہے کریم ابن کریم اوّل سے تیرا خاندان

قبلہ گاہا وقت آنے کے مین خدمت مین تری
جی مین یہ سوچا کہ کیا لیجاؤن یہان سے ارمغان

نے کچھہ اسباب جہان سے ساتھہ جز دستِ تہی
نے متاعِ دہر سے کچھہ پاس غیر از نیم جان

ہان مگر لکھہ لون کچھہ اک ابیات[51] بمعنیٰ درست
سو وہ یہ خواری کہ تیری مدح کے لائق کہان

ہے تو اس فن کا بہی یہ ماہر کہ وقت حرف و گفت
گنگ ہے اہل سخن کی روبرو تیرے زبان

کیا مین زیرہ کو کرون ارسال کرمان کیطرف
کیا مین بہیجون تحفۂ طوطی سوے ہندوستان

روبرو تیرے سخن کا اپنے دینا شرح و بسط
عرض[52] حکمت کا ہے یہ پیشِ فلاطونِ زمان

ہے تو خوبی کا بہی میری ہر طرف بازار گرم
پر نہ اوس جا کہ جہان یوسف کا ہووے کاروان

ولہ

شب گزشتہ مین تہا کنجِ حزن مین گریان
بہے بہرے تہین کئی موج اشک پر طوفان

اگرچہ غم سے ہوا تہا مرا جگر سوراخ
دلے مین نے کی طرح سے تہا دم بدم نالان

کبہو تو روئے تہا مین صبر کی جوانی کو
کبہو تہا ماتمِ حسرت مین زار مرثیہ خوان

زبسکہ خون ہی اوس رات چشم روئی تہی
جگر کے ٹکڑون سے جون گل بہرا تہا مین دامان

ہر اشک خون مرا غنچۂ بہاری تہا
ہر ایک لختِ جگر تہا برنگِ گل خندان

غرض کہ اپنے غم و درد دل کی دولت سے
کیا تہا رشکِ ارم مین نے کلبۂ احزان

بوضع خود مین اوٹہا وہان کی سیر کو یکدم
یہ چمن طرازی دل پر بہت سا ہو نازان

جلو مین کتنے غم و درد و رنج تہے سیکر
رکاب مین کئی اک یاس و محنت و حرمان

کہ ایک بلبل بے بال و پر طبیعت نام
نظر پڑی مجہے وہان خاک و خون مین غلطان

[51] اِک بیان پر محاورہ حال مین نہین ہے ۱۲ [52] مصنف کی زبان پر لفظ عرض مذکر تہا ۱۲

نہ ایکدم تھی غم روزگار سے خاموش
ہزار دل سے زبان تک تھی شکوۂ دوران

غزل سرا تھی یہ اوس کنج انزوا مین یہ درد
طرح سے مردم ماتم زدہ کے نوحہ کنان

لے اب نسیم تو خوش رہ مین کوئی دم ہون یہان
چراغ مضطرب الحال کیطرح مہمان

مین ایسی زیست سے گزرا کہان تلک دم نزع[لہ]
کہین ہی مردن دشوار ہووے گا آسان

غرض تمام سنی تھی یہ بات اون نے کہ مین
کہا یہ اوس سے کہ اے پیشوای دل شدگان

کہان سے سیکھے ہین تو نے یہ نالۂ جانسوز
کدہر سے ہاتھہ چڑھے ہین ترے یہ طرز بیان

مین دیکھتا ہون تو اسوقت مین کم از سودا
کسو طرح سے نہین ہے ترا بھی سوق زبان

غرض کہ سنتے ہی اِس بات کے خفا ہو کر
کہا یہ مجھہ سے کہ خاموش رہ بس اے نادان

زہے شعور کہ ہم جنس جان دونون کو
جو سمجھے رتبہ مین الماس و سنگ کو یکسان

وہ عندلیب ہے اِس باغ کا وہ جسکے حضور
مجال کیا ہے کہ ہو سبز طوطی رضوان

وہ افصح الفصحا جسکے مُنہ سے کفر کی بات
جلا دے سامعہ کو جیون سماعتِ قرآن

زہے پیمبر اہل سخن کہ وقتِ کلام
ہزار معجزے ہر بات سے ہون اوسکے عیان

حضور اوسکے پڑہا چاہتا ہون وہ مطلع
کہ تا بحشر رہے یادگار اہلِ جہان

مثال آئنہ تیری ضمیر پہ ہے عیان
جو راز غیب کے پردہ مین تہا ملک سے نہان

ہزار حسن ہر اک بات کے ترے صدقے
ہزار لطف ترے ہر کلام کے قربان

وہ گل زمین ہے شاداب شعر کی تیری
کہ پہول مُنہ سے جہڑے اوسکا جب کرو مین بیان

درِ بہشت کا کُہلنا نظر مین اوسکی ہو سہل
جو دیکھے کہول کے اِک مرتبہ ترا دیوان

لہ یعنی کہان تک نزع کی حالت مین رہون ایسے مقام پر فعل کا حذف محاورے مین جاری ہے ۱۲

ولہ

کیا ہے جب سے تری معدلت نے جگ[۵۱] مین ظہور
ہے چار دانگ جہان امن وعیش سے معمور

خوشا یہ بازو سے ہمت خوشا یہ دست کرم
کہ جسکے جود کے اوپر[۵۲] ہے نازش جمہور

ہے اک جہان تری سایہ مین اس طرح سے شاد
کہ جون کنار مین مادر کے طفل ہو مسرور

قطعہ

انداز نگاہ رکھہ سخن مین
یعنی جو کہے ہے نیک کہہ تو

دو گوش ترے ہین اور زبان ایک
تا دو نہ سنے نہ ایک کہہ تو

رباعیون کا انتخاب

کیا پشم ہین دنیا کے تو یہ اہل نعیم
عزت نکرین اپنی جو دیکہ زر و سیم

مسجد مین خدا کو بھی نکیجے سجدہ
محراب نہو خم جو برا سے تعظیم

ولہ

پانی ہو دلا جو مل نہین ہو سکتا
یعنی چیز ہو جو کل نہین ہو سکتا

شعلہ جو چراغ کا ہے غنچہ سے شبیہ
گل ہووے ہی گردہ گل نہین ہو سکتا

ولہ

لہرون کو جہان کی اے دل خانہ خراب
کچھ دیکھہ ہی سر گشتہ نہو جون گرداب

۵۱ جگ اب نہین بولتے اور مکروہ سمجھتے ہین ۱۲ ۵۲ اس محل پر اوپر کا لفظ اب بھی محاورہ مین جاری ہے مگر تحریر مین اوپر کے بدلے پر لکھتے ہین ہان اپنے کے ساتھہ اگر ہو تو اپنے اوپر ہی لکھین گے اور اپنے پر دہلی و لکھنؤ مین خلاف محاورہ سمجھتے ہین ۱۲

یہان طول امل پر اپنی ہستی کے موج — مکڑا رے ہے جب تو آنکھہ ماری ہے حباب

ولہ

قائم کی جو شوکت گدائی دیکھی — درویشی کے روپ مین خدائی دیکھی

پروانہ تھی گر کرین دو عالم سجدہ — سنتے تھے جو کچھہ سو کبریائی دیکھی

ولہ

چرخ اب ہمین جو دی ہے نہین لیتے ہم — کونین بھی گو دے ہے نہین لیتے ہم

ہم لیتے ہین جس ڈھب سے نہین دیتا وہ — جس ڈھب سے کہ وو[۵۱] دے ہے نہین لیتو ہم

ولہ

اس ڈھب کی نہ زیست ہے گوارا مجکو — بے مرگ نہ مرنے کا ہے یارا مجکو

کیا لطف ہے موت سے مری ہے عالم — یہان رنج نے زندگی کے مارا مجکو

ولہ

ٹھانا مین جو دل مین وہ ارادہ ہی رہا — لاکھون کیے رنگ تسپہ سادہ ہی رہا

بیذق بس ہفت خانہ ہو ہے فرزین — سو گھر مین پھرا ولے پیادہ ہی رہا

ولہ

قائم وہ نہین ہم کہ گدائی کرتے — یا بیٹھہ کے تخت[۵۲] بادشاہی کرتے

اس شان غیور کے مناسب یہ تھا — کچھہ چند جو ہوتے یہان خدائی کرتے

ولہ

[۵۱] وہ مین ہ کو غیر ملفوظ لیا ہے اور اشباع سے واو پیدا کر کے جو کا قافیہ کیا ہے متاخرین نے بھی ایسا اکثر کیا ہے ۱۲

[۵۲] ایسے محل مین پر کا حذف اب نہین کرتے ۱۲

بس قبلہ نہ پیچ وتاب دے مجکو	دینا ہو جو کچھ عتاب دیجے مجکو
کچھہ اور نہین جو پاس دینے کو مرے	ہے منہ مین زبان جواب دیجے مجکو

رباعی

کب باغِ ارم ہے اس مکان سی بہتر	جسکی ہے ہر اک سمت جنان سی بہتر
جو پہانک سے رنگترے[ا] کی ہیانکی قائم	ہے وہ لبِ شیرین بتان سے بہتر

ولہ

جس روز یہ ہمنے گوشہ گیری لی تھی	آزادگی کے عوض اسیری لی تھی
کیا غم سے غم اور غصے سے غصہ یہ تو	سب رہیہ دہر اتہا جب فقیری لی تھی

ولہ

کہتا مین نہین کہ مطلق ای دوست نہ چل	لیکن ہے ہر ایک گام پہ صد نوع خلل
اشارہ ہے ملحوظ کہ قرآن کے بیچ ؛	چیونٹی کو کہا ہے حق تعالی نے نہ مل

ولہ

ہے آج وہ دن ہین عیش ہر دم جسمین	صد غنچہ کہلے ہین عقدۂ غم جس مین ؛
تجہ سالگرہ کی یعنی ہے طرفہ گرہ	ہوتا ہے کشاد کار عالم جس مین

ولہ

تا زلف بتان وبال جی کا ہووے	دشمن کا ترے نہ بال بیکا ہووے

ہے بے نمک آج عیش شیرین تجہ بن
یارب نہ ترا بدن تو بیکا ہووے ؛

[ا] موافق محاورہ کا مصنف نے نون کو گرا کر موزون کر دیا رنگترہ اب بھی بولتے یونہین ہین ۱۲

قائم جو تو نواب سے دکھہ پایا ہے
سُرمہ نہین کہایا کہ رہے گا خاموش

ولہ

کہہ بھڑوے کو جو زبان پر آیا ہے
کہایا ہے اگر تو تو نمک کہایا ہے

رباعی

قائم گئی کسطرف وہ تیری ہو ہا
ہین بال کہڑے بدن کی اور سکڑے ہی

اتنا جو ہوا زبون سر ما تو تھا
اے خانہ خراب تو کہ جنگلی چوھا

ولہ

ناصح ہم آپ کو ہین گر ہین مجنون
ہر اک کے لیسے ہی جگ مین اک طور جدا

تو آپ کو بقراط ہے یا افلاطون
کل حزب بما لدیھم فرحون

ولہ

روٹی کے لئے کہائے تم ہیر جی میر
پر سیر ہوے یہ اوسطرح کے جیسے

کہیئے تو بجا ہے آپ کو میر خمیر
ساگون مین ہے کو تھہ میرا گون مین ہیر

واسوخت کا انتخاب

ہمنشین مجہہ سے تو کچہہ حالِ دلِ زار نہ پوچہہ
غم یہ دل کا ہے نہ پوچہہ ای مرے غمخوار نہ پوچہہ

قصۂ درد و غمِ فرقتِ دلدار نہ پوچہہ
کیا کہون تجہہ سے کہ کسکا ہون گرفتار نہ پوچہہ

آہ اوس شمع کا یہ سوختہ پروانہ ہے
آشنا سب سے جو اور مجہہ سے ہی بیگانہ ہے

تہا جو دل نام وہ اک عمر کا حاصل میرا
ہاے یون ملکے ہوا اوس سے یہ قاتل میرا

جس پہ موقوف تہا ہر عقدۂ مشکل میرا
کیا بلا آئی اسے ہے یہ وہی دل میرا

ناظر اب حال مین اپنے جو کبھو ہوتا ہون
دیکھتا ہون مین زمانہ کا مُنہ اور روتا ہون

ایک جا گہ[۵۱] یہ نہ تھا یہان مجھے آرام کہین
عشق کیا بلکہ نہ تھی یہان ہوس خام کہین

طرفہ حالت تھی مری صبح کہین شام کہین
سب سے ملتا تھا یہ کچھ دل کو نہ تھا کام کہین

مین نجانے تھا کہ کیا دنیا مین پابندی ہے
مین اور اک ایسے کا عاشق یہ خداوندی[۵۲] ہے

غیر شمشیر جسے مجھ سے کبھو بات نہین
دن اگر لطف کی باتین ہین تو پھر رات نہین

یک وتیرہ یہ جو جا ہا تو ملاقات نہین
جز خلش کچھ ادسے منظور مری سات[۵۳] نہین

جب نہ تب قتل کا میرے ادسے آہنگ سدا
خواہ ناخواہ سبب غیر سبب جنگ سدا

کب تلک آہ اد ٹھا ئینگے یہ ہم جور ترے
یہان ترستے رہین ہم لوٹین مزے اور ترے

بس بہت ہم نے یہ احوال کیئے غور ترے
واقعی یہ کہ تو نہین گر یہ ہے طور ترے

بعد ازین مین و سر کوچہ دلدار دگر
تو ہی معشوق نہین جا دگر یار دگر

اب کہ اد ٹھکر جو ترے کوچہ سے جائین گے ہم
جسطرح ہو ئیگا دل تجھسے اد ٹھائین گے ہم

پھیر[۵۴] آکر کے نہ مُنہ تجھکو دکھائین گے ہم
یہ نہو گا کہ ترے پاس پھر آئین گے ہم

۵۱ جگہ کی جگہ جاگہ آگے بولتے تھے اب کراہیت کرتے ہین ۱۲ ۵۲ خداوندی ہے یعنی خدا کی شان ہے ۱۲
۵۳ بات کے ساتھ ہاتھ اور ساتھ کو قافیہ کرنا اب صحیح نہین سمجھتے ۱۲ ۵۴ پھیر کو اب مکروہ سمجھتے ہین ۱۲

التفات اپنے[51] پہ گریبان نہ کرے گا کوئی
آگ ہم دین گے گر اِس دل کو نہ لے گا کوئی

قائم اب کیون نہ ترے جور سے فریاد کرے
سخت حیران ہے نہ کیونکر گلہ[52] بنیاد کرے

تو ہی کہہ دل کو کس امید پہ وہ شاد کرے
کیا کرے گر نہ ترا شکوہ بیداد کرے

ہاتھ سے ترے وہ دل خستہ بجان رہتا ہے
حق بجانب ہے سب اُسکی وہ جو کچھ کہتا ہے

مثنوی رمز الصلاۃ کا انتخاب

بنامِ طرازندۂ جسم و جان
کہ رکھتا ہے ہر تن مین حکمِ روان

یہ عالم ہے سب اِک بعین وجود
وہ ہے بود اسکی یہ محض اِک نمود

تہین نطفہ مین پنہان یہ شکلین تمام
ہین جو عضو و اعصاب و عضل و عظام

یہ دل تہا نہ دہان آرزومند ہوش
نہ رکہتا تہا پروا سماعت کی گوش

کیا شخص نے صلب سے جب ظہور
ہوئین سب اضافات جسمی ضرور

دیا انتہا کو طبیعت کا کام
کہ تا اوس سے ہو اِس بدن کو قیام

اسیطرح سے جو تو دیکھے ہے یہان
ہے ماموراک کام پر سب جہان

تو کرتا ہے پاؤن[53] سے سر کی تمیز
ہین اپنی جگہ پاؤ سر سے عزیز

[51] یعنی اپنے اوپر ۱۲ [52] گلہ اور نالہ بنیاد کرنا آگے محاورہ تہا ۱۲ [53] آگے پاؤن کو پانو لکہتے تہے لیکن جسطرح اِس مصرع مین پانو کو قائم نے نظم کیا ہے اِس سے یہ قرینہ پیدا ہے کہ اوس زمانہ مین ہی واو کے بعد نون تلفظ مین تہا نہین تو یہ مصرع ناموزون رہجاتا ہے ۱۲

یہ ادراک و تمیز و عقل و خبر — دل و دیدہ و نطق و سمع و بصر

نہ تو جان اِک رائگان بات ہے — کسی کام سے یہ کنایات ہے

چنانچہ ہے ادراک سے یہہ مراد — کہ یہ حس نہووے تو مثل جماد

کرے حاصل اپنے سے اِک آگہی — کہ حاصل ہو ہونے سے تیرے یہی

نہین تجھسے بہتر ہین خشت و رخام — کہ اِک وقت آوین مزابل مین کام

اِسی طرح دل جسکو کہتا ہے تو ؕ — بنا ہے وہ اسکے لئے جون سبو

کہ دے اپنی حالت سے تجکو نشان — کہ ہے بادہ عشق کا یہہ مکان

اِسی طور پر جو ہین باقی تمام — کہ ناشی ہے ہر عضو سے اِک پیام

سو یہ عضو تیرے جو ہوتے ہین خم — سر و دست و زانو و پشت و شکم

ہے اس سے یہ مطلب کہ ای مرد راہ — تو سب تن سے ساجد ہو پیش اِلہ

سُن اب اسطرف اے خداوند راز — کہ ہے کئی طرح پر جہان مین نماز

ہے اوّل تو اِک طور خاص و عوام — کہ جسکو نہین کچھہ خدا ساتھہ کام ؕ

جو دیکھا کہ یہ فعل کرتا تھا باپ — اوسی رسم و عادت پہ چلتے ہین آپ

جو دے نفع اون کو رکوع و قیام — تو اتنا کہ حرکت سے ہضم طعام

کرین طرح طوطی کے ذکر اِلہ — یہ ذکر زبان کو نہین دل سے راہ

ہے ہر چند ظاہر مین یہ فعل نیک — یہ واقع مین کرنا نہ کرنا ہے ایک

بہ تقلید اوٹھہ بیٹھہ کرتے ہین سب — نظر مین نہ مطلوب ہے نے طلب

کرے یون نہ گو کہ انسان کے کام — یہ جو فعل اوسکا ہے سو ناتمام

طرح اہلِ ظاہر کی ہے دوّمین — کہ کعبہ مین پوجے ہین بت کے تئین

تراشیں تخیل میں اپنے خدا
وہ حاضر ہو جوں بندہ نظر میں آ

کہیں دل میں اوسکو یہ معبود ہے
ہیں ساجد ہم اسکے یہ مسجود ہے

رکھیں سر زمیں پر جو بہر سجود
تصور میں دیویں خدا کو وجود

کہ یہ ہے سر پاؤنسے اوسکے قریب
ہمارا سر اور پشت پاسے حبیب

یہ خود بیں ہیں ہرگز خدا بیں نہیں
سدا آپ پوجیں ہیں اپنے تئیں

سوم اہل تحقیق کی ہے نماز
حقیقت کا در جنکے منہ پر ہے باز

کہ جب سدرہ قرب سے ہوں دوچار
نہ جبریل کو ہمرہی کا ہو یار

سنے فاخلع النعل سے وہ نشید
کہ ہستی تری یہاں ہے کفش پلید

جو چاہے ہے اس بارگہ میں خرام
پرے رکھ کہ جوتی کا یہاں کیا ہے کام

سنے گوش دل جب یہ قانون راز
ہو تار نفس خود بخود نغمہ ساز

کہ یارب تجھی سے ہے توفیق و بس
کہ پانی سے ہے جنبش مشت خس

نہیں مطلقاً آپ کو اختیار
کہ دوش ہوا پر ہے سیر غبار

مرے ہاتھ گھوڑے کی گو دور ہے
یہ میں ناتوان اور وہ منہ زور ہے

ہوا کیا جو روشن ہے جرم نگاہ
ہے بے نور خارج کب اوسکا نباہ

جو پردے میں اوستاد کھینچے صفیر
ہے طوطی کو اوس نطق سے ناگزیر

فرد لائیں جب سر برائے رکوع
سوئے آب قطرہ کی سمجھیں رجوع

کریں سجدہ ہر گاہ مثل حباب
ہوں سر تا قدم شرم ہستی سے آب

چنانچہ سنا ہے میں یہ حرف راز
کہ جب حضرت شاہ پڑھتے نماز

زبس آتش شوق ہوتی تھی گرم
تن پاک جوں موم ہوتا تھا نرم

کیا ابن ملجم نے اک دن سوال — بُرائی کا دل بیچ رکھہ کر خیال
کہ اے پیشواے زمین و زمان — خدا تم پہ ہین بلکہ سارا جہان
سبب کیا ہے اسکا کہ تیر و تبر — بہت تم پہ ہوتا ہے کم کارگر
ہنسے وہ رضا جوے ایزد تعال — کہ تیرِ قضا سے ہے چھپنا محال
کہا اور جس وقت کیجے نظر — مرا تن ہے فولاد سے سخت تر
مگر جب کھڑا ہوون مین بہر نماز — ہر اک عضو جیون موم ہو ہے گداز
رکھی اون نے یہ بات مدنظر — کیا حربہ اک روز وقت سحر
سنا ہے جسطرح مشہور ہر خاص و عام — کیا کام اوس شاہ دین کا تمام
پس اس سے یہ پیدا ہے حرفِ صواب — کہ یون چاہیئے ہے عبادت کا داب
کہ ہو اسطرح بحر معنی مین غرق — کہ مشکل ہو اپنا اسے آپ فرق
ہے جب تک کہ تو آپ سے باخبر — تجھے اوس سے ای بے خبر کیا خبر
یہ بُت اَوّلاً آپ سے کر جدا — کہ ہو جلوہ گر تجھہ مین نور خدا
خوشا حال مردان راہِ خدا — کہ مشغول طاعت ہین بے دست و پا
تو جانے ہے کشتی مین بیٹھا ہی مرد — وہ ہر لحظہ ہے آپ سے رہ نورد
ترے کسب کا نام ہے یہان عمل — ہین خطرے سے ہی وہان سو طرح کے خلل
مقرر ہے جو اس جگہ بندگی — ہے وہان کفر و خذلان و شرمندگی
پہ یہ بات تک فہم سے دور ہے — نہ سمجھے اگر تو تو معذور ہے
کہ نکلے ہے جو کچھہ بصیرت سے کام — ہے حسِ بصر اوس جگہ ناتمام
زبان گنگ کرتی ہے اس حی کی کیف — جو سمجھا سو سمجھا نہ سمجھا سو حیف

اِک اندھے سے پوچھا کہ اے گوشہ گیر
تو کھاے گا مطبخ مین پکتی ہے کھیر

کہا کھیر کے حال سے دے نشان
کہ ہوتی ہے کیسی وہ اے مہربان

نہ سمجھا یہ اوسکی جہالت کا بھید
کہا مثل بگلے کے ہو ہے سفید

کہا ڈول بگلے کا ہوتا ہے کیا
کہ یہ نام ہے کان سے آشنا

کیا ان نے اِک ہاتھہ کو اپنے خم
کہ یہ ہے اوسکا وہ پشت و شکم

لگا کہنے یہ کرکے اوسکو مساس
کہ نگلی نجائیگی اے[1] اپنے تو پاس

سو وجدان ہے جس ماہیت کا بصیر
نظیر اوسکی کہنا ہے اندھے کی کھیر

ہے **قائم** جو کچھہ تجھکو عقل و خبر
تو آ اِن حکایات سے درگذر

مین ڈرتا ہون اِس طول تقریر سے
نہو جاے بگلا کہین کھیر سے

ہولی کا بیان

دلا آج سچ کہہ تو ہے کیا سبب
کہ جون غنچہ ہر دل ہے محوِ طرب

اُبھرتا ہے مستی سے می کا حباب
ہے بالیدہ شادی سے موجِ شراب

ہے لبریز مستی چمن یہان تلک
کہ نرگس کی گردن گئی ہے ڈھلک

ہے مستی سے یہ حال عالم تباہ
کہ ملّا نے گم کی ہے مسجد کی راہ

جواب دیر کے راہ سے آئی ہے
دبے پانو قاضی نکل جاے ہے

بہم رند و زاہد مے آشام ہین
مگر یہ کہ ہولی کے ایام ہین

خوشا موسمِ عیش و عہدِ نشاط
کہ عالم کو ہے یہان تلک انبساط

[1] یعنی مجھسے نگلی نہ جائیگی ۱۲

ستارون نے ہر سمت کھینچی ہے صف	بغل مین لئے ماہ پھرتا ہی دف
جہان گھر سے باہر ہو مہر منیر	ملے صبح چہرہ کو اوسکے عبیر
نہ[51] مشرق کا گوشہ شفق سی ہے لال	ہے جھولی مین افلاک کی یہ گلال
زبس ہر گلی مین ہے لڑکونکا شور	ہے کیچڑ مین ہر راہ رو شور بور
جو اہل[52] آبرو سے ہے دولاب وار	نت اوسکے گلے مین ہی جوتی کا ہار
کسی پر کوئی جیب کے پھینکے ہے رنگ	کوئی قمقمون سے ہی سرگرم جنگ
کسو نے لگائی ہی کوٹے مین گھات	کہ بازی مین خلوت کی ہے لاکھ بات
نگاہین کسو کی ہین بیان حرف جوش	ہے ابرو سے کوئی اشارت فروش
کسیکا کوئی کھولتا ہے نقاب	کوئی محو بازی مین ہے بے حجاب
زبس رنگ کی ہر طرف مار ہے	جہان یکقلم زعفران زار ہے
الٰہی ہے جب تک کہ یہ شور و شر	ہو عالم مین ہولی سے باقی اثر
کنور کے سبب چاندپور مین تمام	رہے برج کی سی سدا دھوم دہام

اکول کی ہجو

اِک حافظ ہم سے آشنا ہے	کھانے کا وہ جی سے مبتلا ہے
ہر لحظہ سہے اوسکو پیٹ کا فکر	کچھ کھائے ہی یا ہی کھانے کا ذکر
موقوف طعام پر مدارات	کچھ اوسکی نہین ہے۔ گھاس یا پات

[51] اب نہین کے محل پر نہ ہے کہنا متروک ہے ۱۲ [52] اہل سے اضافہ کا ترک۔ اس جگہہ اب نہین کوئی کر سکتا ۱۲

جو آگے تم اوسکے دہر دو کہا جائے
بکری کی طرح سے منہ چلا جائے

حتے کہ جو وقت کہانے کے آئے
کہانا نہ ملے تو مار ہی کہائے

ازبسکہ یہ پیٹ کا ہے بندا
کہانے ہی کا رت اسے ہے دہندا

ممکن نہین جون حباب چین آئے
گو پہول سکے پیٹ دم نکل جائے

فاقون سے زبس رہے ہے مضطر
موت اپنی وہ مانگتا ہے اکثر

پر شرط کرے ہے یہ خدا سے
مر جائیے بہی تو درد امتلا سے

حسرت سے غرض کہ بہر کے وہ آہ
پڑہتا ہے یہ شعر گاہ وبیگاہ

خوش زلیست بسر وہ کر گئے ہین
ہیضہ سے جو لوگ مر گئے ہین

ق

دیکہے ہے اگر کہین بہری مشک
کہتا ہے یہ بکریون پہ وہان رشک

کہتا ہے خوشا نصیب ان کے
مر کر بہی بہر رہین پیٹ جن کے

کاش اپنے گلے پہ بہی چہری ہو
پر کیونہی[51] شکم کی تو پُری ہو

جاتا ہے جو نان پز کے یہ گہر
دہان بیٹہے ہے جون تنور گڑ کر

کہاتا ہے اگرچہ وہان یہ بدذات
آٹے کیطرح سے مُکّی اور لات

پر چہوڑے ہے روٹی کی یہ کب دہن
گو نکلے ہے مار سے پلیتہن[52]

ہو آتش معدہ دونی برپا سے
جون آگ یہ جلتنی لکڑیین[53] کہائے

ہوتا ہے کبہو جو کچہہ میسر
یون ہوسے لُہے اوسکو کہاتے مضطر

۵۱ کیونہی یعنی کسی نہ کسی طرح ۱۲ ۵۲ اس لفظ مین پہلے ت پر پیش بولتے تہے اب زبر محاورہ مین ہے ۱۲ ۵۳ لکڑی وغیرہ کی جمع لکڑیین بہت مکروہ اب سمجہتے ہین ۱۲

چاہے ہے کہ دو ہین سب نگل جای
گو دست و دہان کچھ ہی جل جاے

قد سے بہی غرض کہ کچھ دو بالا
جون چیونٹی اٹھاے ہے نوالا

دیکھ اسکا سلوک ہانڈی کے ساتھ
نت زیر زنخ ہے ڈوئی کا ہاتھ

جو علم کیا تھا اون نے[۵۱] تحصیل
سو بہو کے بین ہو گیا وہ تحلیل

اب دے ہے جو نظر بین نظم جلوا
پڑہتا ہے کبھو یہ نان و حلوا

کرتا ہے جو فن شعر مین غور
بہاتا ہے اسے حلیم کا طور

نائی کی ہجو

اب جو حجام اپنے ساتھ ہی ہیان
سو یہ بہڑوا پلشت گندہ دہان

سر تراشی کو جس کسیکی یہ آئے
اوسترا سر پہ اسطرح سے چلائے

درد کے مارے ہووے یہ احوال
پکے پہوڑے سے جیسے نوچیے بال

ق

غرض اک دن تہی میری کمبختی
جاے کید ہر نصیب کی سختی

ساتہیون سے کہا مین اپنے تمام
لائین اصلاح کو مری حجام

جو ہین کوئی اسے بلا لایا
لوگ بولے کہ ہاے وہ آیا

جب گلو بند اون نے باندہ[۵۲] دیا
پہر تو گویا گلے مین پہاندیا

روکے دم بولتا تہا یہ مجھ سے ہون
بیچ جیسے دمڑی کی لڑکے کی چون چون

[۵۱] اون نے کے محل پر تعظیم کے لئے اونہون نے کہین گے نہین تو اوسنے اب محاورہ ہی ۱۲

[۵۲] باندہ اور پہاندہ مصنف درست سمجھتے تھے لیکن اب قافیہ ان دونون مین متروک ہے ۱۲

اِک گلے پر تھا ایک سر پر ہاتھ / ہو کے مضطر کہے تھا اوسکے مین ساتھ

ہا ہا اوستاد جی شرط ہم تم مین / بس کر اِس بار اگلے اب جمین

گو مرے یا جیے کوئی کچھہ ہو / کام سے اپنے کام تھا اوسکو

آ رٹے ہاتھون جو اون نے سر کو لیا / سرنوشت ازل کو میٹ دیا

زخمون کی زیادتی جو تن پہ ہوئی / ہر جگہ پہ چبکی[۵۱] اون نے روئی

بسکہ تن پہ ہوا روئی کا وفور شو / ہولی کا تھا یہ روسیہ لنگور

قصد جانے کا جب لگا کرنے / حق خدمت طلب لگا کرنے

مین نفر سے کہا ہے جو معتاد / دے وہی چار پیسے کم نہ زیاد

بولا بس یہ بھی مسخری[۵۲] ہی ہوئی بُو / اِس سے دونے کی تو لگی ہے روئی

خوب اک شخص سے لیا نہ لیا / مفت ہی ایک سر مین مونڈ دیا

مین جو دیکھا بگاڑ کا اسلوب / جی مین سوچا کہ ہے مصالحہ خوب

جون تون راضی کیا مین اوسکے تئین / کہ ٹلے سر سے یہ بلا تو کہین

ایک جھوٹے امیر کی ہجو

آہ کیا ہو گئے وہ لیل و نہار / کہ کہو وہ کو جھوٹ سے تھا عار

یا اَب اِک وقت یہ اُلٹا ہے / جو ہے اسوقت مین سو جھوٹا ہے

سیّما اِس گروہ کا سردار / جسکا ماخن فیمر ہے تکرار

جھوٹ سے بسکہ ہے مزا پاتا / جھوٹے باسن نہین یہ دُہلواتا

۵۱ چبکا کی ۱۲ ۵۲ مسخرگی مراد ہے ۱۲

ہے یہ وہ جھوٹ بولنے والا
جھوٹون کا سب جہان کے ہے سالا

ہے وہ ناپاک نحس و شوم ولعین
جھوٹے ہاتھون نہ مارے سگ کے تئین

ایک کرتا ہون مین نہ اسپہ طعن
نص سے ثابت ہے کاذبین پہ لعن

جھوٹ سے خوار ہو نظر مین عزیز
سب معائب مین جھوٹ ہے بدچیز

ہو دے کیسا ہی خوشنما موتی
جھوٹے کی قدر کچھ نہین ہوتی

باقی اب اس مین کیا معما ہے
ہاتھہ جھوٹا جو ہو نگّا ہے

کونسی بات مین ہے میری دروغ
صُبح کاذب مین کس جگہ ہے فروغ

اک مصاحب سے اوسکے دوشینہ
یہ پوچھا مین کاے صحب دیرینہ

کچھ مین سمجھا نہ اس سخن کو ہنوز
جھوٹ کیون بولتا ہے یہ شب و روز

مجھ سے اتنے کئے ہین جو اقرار
سیکڑون ہی ہین کیجیے جو شمار

لیک ہے یہ زبان کا کچا
ایک دیکھا نہ اون سے مین سچا

بولا کہتا ہے بات تو ٹک کی
بولنا جھوٹ ارث ہے اسکی

باپ اسکا جو تھا بڑا نواب
تھا وہ نسل مسیلم کذاب

کل ہی زیور جو اوس کا ٹوٹا تھا
خوب دیکھا تو سب وہ جھوٹا تھا

روپے کے جو عصا رکھے ہین غلام
خول کا اون پہ سب ہے جھوٹا کام

کفش زر دوزی پہرتے[۱۵] ہے یہ اگر
ہے وہ جھوٹا کلابتون یکسر

ایسے جھوٹے کی باتون پر تو نجا
ہو جو رخصت ہی بہانے تو ہے بجا

۱۵ پہرنا یعنی پہننا ۱۲

کیچڑ کی ہجو

یہان کیچ[۹۱] کا اسقدر ہے ہنگام
خشکی کا ستا نہین کہین نام

نکلے ہے کوئی جو گھر سے ناگاہ
ڈہونڈے ہے وہ پل صراط[۹۲] کی راہ

ٹک اس مین کیا جو پانو نے فرق
یکبار ہے سر بپا تو تک غرق

رستو مین ہے خلق اسطرح خوار
جون شہد مین ہون مگس گرفتار

جاتے ہین جو ان دونون مین دربار
اسطرح سے ہین ذلیل اور خوار

اک خلق کا ازدحام ہے ساتھ
پکڑے ہے کوئی کمر کوئی ہاتھ

کہتا ہے کوئی کہ بیل بناؤ
بولے ہے کوئی کہ ناؤ لاؤ ٹٹو

ہر چار طرف نفر کھڑے ہین
کیچڑ مین میان اُنڈ[۹۳] ہے پڑے ہین

مت جان ہے پالکی جنھون[۹۴] پاس
ہرگز نہین کچھ اونھون[۹۵] کو وسواس

وے نکلے[۹۶] بھی گئے ہین کیچ سے ہوش
پھرتے ہین ہمیشہ خانہ بردوش

رتھ مین جو کوئی سوار ہو یان
وہ سب سے زیادہ خوار ہو یان

چلنے کا کرے جو اک قدم سیل
پھر پہیے نہ رتھ نہ آپنے بیل

سیا تنک ہین جتقر زمین کی گہری
تا تحت ثرا کہین نہ ٹھہری

۹۱ کیچڑ کو اب کیچ نہین کہتے ۱۲ ۹۲ عوام کا محاورہ یونہین ہے کہ اضافت نہین دیتے ۱۲ ۹۳ اونڈ ہے کو اُنڈ ہے باندھا ہے ۱۲ ۹۴ جن کے پاس ۱۲ ۹۵ اونہون کو متروک ہے اس محل پر اونکو کہتے ہین اسکے برعکس اون نے متروک ہے اور اوسکے محل پر اونہون نے بولتے ہین ۱۲ ۹۶ وے نکلے یعنی اونکے دہلی مین اب بھی اس طرح لہجہ مین داخل ہے مگر تحریر مین متروک ہے ۱۲

جو گاؤ زمین کسین ہین سرِ دُم
سو بیل ہمین ہو اتھا وہ گم

اللہ رے شدت گِل ولا سے
رپٹے[٩١] ہے جہان خیال کا پاے

اس راہ سے بھول کر کبھو آئے
بکری کی طرح سے شیر میاے

چھینٹون کا زبس وفور ہے بیان
کپڑے ہین ہراک کسیکے افشان

دو چار جو بیٹھتے ہین مل پاس
ہوتا ہے عجب مزہ کا اجلاس

کیچڑ مین ہین شوربور[٩٢] ایسے
چہلے مین پڑی ہو بہینس جیسے

بنگی کی ہجو

تھے اِک بنگی لیکن نو آموز سے
کچھ افراط انہون نے کی ہر روز سے

کہین جس جگہ پر یہ بیٹھے تھے وہان
تحایف کا ہر صنعت کے تہا بیان

جو کھجلون کا آیا بنارس کے ذکر
لگے کہنے یہ کر کے دل بیچ فکر

کہ کھجلے یہ کس شکل سے کھائیے
مگر کوٹّے بنیے اور اوڑ جائیے

چلے یہانسے اوڑتی یہ اِس لہر مین
کئی بار کوٹّے ہو اوس شہر مین

اوتر کر انہون نے زر دے ہوا
لیا وہان جو ہین مُنہ مین کھجلا اوٹھا

کی حلوائی نے اِن پہ جیسے کہ چوٹ
یہ قین دینے کر ہو گئے لوٹ پوٹ

زبس زار و مجروح پایا اونہین
احبّا نے ملکر اوٹھایا اونہین

یہ گودی مین تھے دوستون کی نڈہال
کرے تہا ہر اک ان سے تفتیش حال

یہ ثابت ہوا بعد چندین درنگ
کہ آج آپ نے پی تھی تھوڑی سی بنگ

[٩١] رپٹنا یعنی لغزش اب متروک ہے ۱۲ [٩٢] اب زیادہ تر شرابور بولتے ہین ۱۲

سو اس بات سے ہی یہ مطلب مرا	کہ نہیں[57] بنگ سے پوچ کوئی نشا
جو رکھتا ہے کچھ بھی تو عقل و حواس	تو مست ہو گدہا کھا کے ہر ایک گھاس

لالہ بدی کی ہجو

یہان جو کوئی غنی ہے یا محتاج	چاہیے یہ کہ جانے قدر[58] اناج
ہے یہ دانا وہ گوہر نایاب	جسکی خاطر ہے اک جہان خراب
ہین سدا چرخ مین یہ چرخ کبود	اسلیئے تا کرین اسے موجود
ابر لاتا ہے اپنے دوش پر آب	تار کہے کشت خلق کو سیراب
چاند سورج کو رات دن ہے سفر	ہووے تا پختگی سے اوسمین اثر
برق اور باد جو کوئی ہے یہان	ہے اسیواسطے وہ سرگردان
پس حیوان خواریون سے ہو تیار	گیہون چاول ہو یا وہ ماش جوار
کہا ہر اک جنس کو بدل کے سدا	تا ہر اک کے لیئے ہو شکر جدا
نہ کہ اسطرح جون بدی لالا	ہو بدا لی کا اس کی منہ کا لا
اک نری ماش ہی وہ کھاتے ہین	یاد کر خلق کو سڑاتے ہین
منہ کو جون فازہ کھول کر یہ لیئسم	ہر طرف سے کرے ہے جذب نسیم
تا کسی طرح کر کے قرض اودہار	یاد نے سے نہو جیئے بیکار
رابعہ کب انھون کا جوڑا ہے	یہ عجب طرح کا بدوڑا ہے

[57] نہین کو نین بولتے تو اب بھی ہین مگر نظم و نثر سے متروک ہے ۱۲ [58] ہجو مین شوخی ایک یہ بھی کی کہ ہندی لفظ کی طرف فارسی اضافت دیدی ۱۲

بیچتے تھے وہ ایک کوڑی گوز
مفت لاکھون یہ دین ہین[ف۱] سر ہر روز

گاہ طوطی کا دے ہے چہکارا
گہ یہ شدت کہ گونجے کہسار اُٹہ

گاہ اک ڈول پر دراز صفیر
گہ اک آواز تند لیک قصیر

دے ہے ہر وقت اک نئی آواز
گوز ہے یا یہ بلبل شیراز

حکایات کا انتخاب

ہے یون یاد وحشت کے عالم کی بات
کہ گزری تھی درد و تالم سے رات

سحر دل مین ہوئی[ف۲] خواہش سیر باغ
کہ ہووے اسیطرح دل کو فراغ

بہرحال جا کر جو پہنچا مین وہان
نظر آگیا مجہہ کو اک باغبان

لئے ہاتھہ مین تیغ دیوانہ وار
درختون سے کاٹے تہا وہ شاخسار

کہا مین کہ اے شخص کیا حال ہے
علی الرغم تیرے سے یہ حال ہے

لگا کہنے ہنس کر کہ سن اے فہیم
نہین خالی حکمت سے فعل حکیم

نہ کیجے اگر قطع یہ شاخسار
نہ اشجار لاوین کبھی برگ و بار

شجر کو ترقی ہو بڑہنے مین کم
نہ کیجے اگر شاخ اوسکی قلم

ہے منظور اس کاٹنے سے یہ حرف
کہ قوت نما کی نہ ایدہر ہو صرف

غرض اوسکا سمجہا جو مطلب مین اور
معاً دل مین گزرا یہ کرتے ہی غور

ہے انسان بہی اس باغ مین اک شجر
علایق ہین جون شاخ باصمد گر

ف۱ سر دین ہین یعنی سر کرتے ہین ۱۲ ف۲ ہوئی کو اس طرح باندہنا کہ تقطیع مین دو ہی حرف رہ جائین عیب نہایت مکروہ ہے ۱۲

کشان ہے جو شی اسکو سوے علو — ہے اس طرفہ اشجار کی وہ نمو

غرض ہین تعلق ہی بیجا صلی — جو پیوند ہا بگسلی واصلی

حکایت

سنا جاے ہے اک جہوس کا حال — کہ رکہتا تہا نت کیمیا کا خیال

یہ کچھ کرکے دل بیچ اپنے قیاس — گیا ایک درویش کامل کے پاس

رہا اونکی خدمت مین تا چند سال — کیا ایک دن وقت پا کر سوال

اگر کیمیا آپ کو یاد ہو — تو بندہ کو بہی اپنے ارشاد ہو

کہا ہے یہی گر ترا مدعا — تو بہتر ہے دیتا[۵] ہون تجہکو بتا

غرض طور جب کر گئے سب بیان — کہا اس مین اک شرط ہے درمیان

یہ نسخہ تو جسوقت لیکر بناے — کہین دل مین بندر کا خطرہ نہ آے

کہا اوس نے یہ بات ممکن نہین — جو خطرہ ہو دل مین وہ جاوے کہین

تمہین اسکا دینا جو منظور تہا — تو اس حرف کا کون مذکور تہا

نہ سمجہا غرض اوسکے رمز و نکات — کہ پردہ مین تہی مرد عارف کی بات

تو جب دل کو خطرہ پہ قادر کیا — تو پہر پشم سے ہے خطرہ کیمیا

حکایت

نہین بہولتی مجکو اب تک وہ بات — کہ مارے تہا بیٹے کو باپ ایک رات

[۵] اس محل پر بتاے دیتا ہون کہتے ہین ۱۲

وہ بیچارہ اس حال سے بے خبر — مجھے غیر مارے ہے یہ یا پدر
کہے تھا یہی کرکے آہ و فغان — چھڑا مجھکو اے والد مہربان
کیا مین جو اس رمز کو خوب غور — نہین دیکھتا مشفق اپنا یہ اور
کرے کس سے بخشش کی اپنی طلب — وہی لطف اس پر کرے یا غضب
الٰہی اوہی طفل عاجز کے طور — مرا بہی نہین کوئی تیرے چہوٹ اور
اگر لطف کیجے وگر اب جفا — مین راضی ہون جو کچھ ہو تیری رضا

حکایت

سنا ہے کہ دو شخص باہم تہے یار — ہوا ان مین سے ایک کو اقتدار
رہا دوسرا اپنی حالت مین تنگ — کہ یونہین ہین نیرنگ دنیا کے رنگ
گیا یہ گدا اوس تونگر کے پاس — رفاہ اپنی حالت کا کرکے قیاس
قضا کار پہنچا یہ جب اوس جگہہ — کہ او سوقت مشغول طاعت تہا وہ[لہ]
بدستور معہود بعد از نماز — کیے دست دعوت جب اون نے دراز
تاسف سے ان نے کہا ہے ستم — سمجھ کر غنی اسکو آئے تہے ہم
سو آپہی اسے یہان تو پایا گدا — کرے گا یہ کیا اپنی حاجت روا
غرض یہ بہی کہتا ہے جس سے کہ حال — جو کیجے گا آپ تو اوسی سے سوال

وہی دے کہ دینے سے جسکو ہو کام
سبہے معلوم ساقی کو ہر اک کا جام

لہ وہ زبر کے ساتھ اب مکروہ ہے ۱۲

حکایت

سُنا ہے کہ اک مرد اہلِ طریق — نہایت ہی واقع ہوا تھا خلیق

چنانچہ جو صحبت مین ہوتا کہین — اوڑاتا نہ مُنہ سے مگس کے تئین

کسی نے کیا اوس سے اک دن سوال — کہ اس وضع سے کیا ہے تیرا مآل

جو ہلنے مین اک ہاتھہ کی ہووے کام — تو حاصل اُٹھانے سے تکلیف تام

کہا راستی ہے جو تو نے کہا — ولے اس سے یہ ہے مرا مدعا

کہ جس حال مین دون مین اوسکو اوڑا[۱] — ہے ممکن کسی اور پر بیٹھہ جاے

غرض جتنے گزرے ہین اہلِ کمال — ہر اک کا سمجھتے تھے اپنا سا حال

حکایت

ہے یون یاد اک مرد عالی مقام — رکھے تھا پسر ایک مسرف تمام

غرض یہ کہ آمد جو معہود تھی ؎ — معاش اوسکی کچھ اوس سے افزود تھی

پدر نے جو حال اوس کا پایا تباہ — لگا کہنے اک دن نصیحت کی راہ

کہ اے جان بابا تو اپنا اگر ؎ — رکھے دخل اور خرج مدِ نظر

تو کاہے کو یان تک ہو آشفتہ حال — کہ اب زندگانی ہے تجھ پر وبال

ہے انسان کو لازم ہو جب عز و جاہ — رکھے روز درماندگی کو نگاہ ؎

کرے گُم نہ دولت مین اپنے تئین — کہ یہ وقت خوش آج ہے کل نہین

[۱] دون اوڑا اسے مین ہی نہایت مکروہ ہے ۱۲

مین سمجھا جب اوسکے سخن کا مآل ۔۔ کیا ذہن نے اسطرف انتقال

کہ اپنی یہی ہستی جو موہوم ہے ۔۔ ثبات اسکا جتنا ہے معلوم ہے

بہت خوب ہے - آج ہم بھی اگر شہ ۔۔ نہون کل کے احوال سے بے خبر

کرین حاصل اِس زندگی بیچ وہ ۔۔ کہ جس حال مین میسر نہو وہ تو ہو

ولایات قائم کے تئین گوش کر ۔۔ کہ ہین یہ خذف بہتر از صد گہر

نہین زلف و کاکل سے اوسکا کلام ۔۔ کہ وحشت کا ہر بلہوس کی ہو دام

پہ اُسکو سنے جو سمیع قبول ۔۔ ہے ممکن کرے کچھ سعادت حصول

نہین اس مین گو شاعرانہ تلاش ۔۔ پہ ہین جمع باہم معاد و معاش

حکایت

سکندر نے اِک دن ارسطو کے ساتھ ۔۔ کہا اے شناسائے چندین نکات

جو عالم مین پیدا و ناپید ہے ۔۔ ترے باز ادراک کا صید ہے

مجھے اس سخن مین ہے حد اضطراب ۔۔ کہ رتبہ مین ہے پیر بہتر کہ باپ

کوئی دم تو جون غنچہ ساکت رہا ۔۔ طرح گل کے پھر ہنس کے اوس سے کہا

کہ ظاہر تو رتبہ مین دونون ہین ایک ۔۔ بڑا تفرقہ ہے حقیقت مین لیک

یہ نطفہ کا ہے باپ کے سب ظہور ۔۔ کہ عالم پڑا اصل اپنی سے دور

ہوی یہان گرفتارِ قید تن ۔۔ نہ روے رہائی نہ راہ وطن

وہ شہباز تجرید جون عنکبوت ۔۔ ہوا پھنس کے جالے مین محتاج قوت

جب اِس حال مین پیر کی نظر ۔۔ کہ عیسی وحل مین ہے مانند خر

نکال اوس حفیض بلا سے سلیم
کیا پھیر اوج فلک پر مقیم

غرض ہے جو منظور تجکو یہ حرف
کہ ہو موجزن بار دیگر یہ برف

تو کر فیض کا پیسر اکتساب
کہ ہستی تری یخ ہے وہ آفتاب

حکایت

ہے یون یاد مجھکو کہ پیش از تمیز
رکھے تھا مین مٹی نہایت عزیز

پدر نے جو اک روز دیکھا یہ حال
دی مٹی کچھ اک لا کے گھر بیچ ڈال

پر اس مرتبہ تلخ کی تھی وہ سب
کہ کڑواہٹ اوسکی زبان پر ہے اب

کچھ اوس سے جو لیکر مین کھائی کمین
نہ دیکھا کبھو پھیر سوے زمین

نکر تا وہ یہ فکر گر اسطرح
تو مجھ سے یہ خو چھوٹتی کسطرح

ہے تجھسے یہی صحبت روزگار
کہ نادان ہے تو اور وہ دانا ے کار

رکھا چاہتا ہے تجھسے جس سے باز
کرے ہے ترے کند دندان آز

بخور ہر چہ آید ز دست حبیب
نہ بیمار دانا تر است از طبیب

حکایت

سلف کے زمانے کا تاریخ دان
یہ لکھتا ہے احوال وارفتگان

کہ ملک عجم کا تھا اک بادشاہ
خداوند دیہیم و تخت و کلاہ

قضا کار وہ والی نامدار
ہوا درد قولنج سے بیقرار

طلب کی اطبا نے تجویز سے
طبیعت کی تلئین ہر چیز سے

پر اوسکو نہ ہوتا تھا کچھہ سود مند
دوا سے نہ دیکھی جب اون نے فلاح
کہ دست دعا کیجیے گر طلب
گئے ملکے یہ اک قلندر کے پاس
کہا دست دعوت کرون مین دراز
سُنا شاہ نے جب گدا کا سوال
کہ جب جان ہی ہاتھہ سے جائیگی
غرض لکھہ کے اقرار اک فرد پر
رکہا اوسکو ادر کرکے اون نے وضو
جو مسدود تھی ریح روده کے بیچ
غرض پائی جسوقت ان نے شفا
کہا مرد درویش نے کا اے عزیز
کہ خواہش مین اوس سلطنت کی دی جان
غرض یہ جہان جاے یکچند ہے
نہ کر فکر دنیا کہ باطل ہے یہ
اگر ہے گدا یہان وگر پادشاہ

ہر اک لحظہ تہا درد اوسکا دوچند
کی ارکان دولت نے اپنے صلاح
یہ نسبت دوا کے مناسب ہے اب
کیا واقعہ اوس سے سب التماس
اگر پادشاہت کرے وہ نیاز
کیا دل مین اپنے یہ اوسدم خیال
تو کس کام پہر سلطنت آئیگی
دیا ہیچ اوس مرد کامل کے گہر
دعا اسکے حق مین کی ہو قبلہ رو
ہوی دفع کہلتے ہی سدہ کا پیچ
لگا کرنے وعدہ کو اپنے وفا
اسے چاہیے شخص پُر بے تمیز
جو وابستہ اک گور ہے زندان[1]
عیش دل ترا اِس جگہ بند ہے
نہ آلودہ کر دل کو یہان دل سے یہ
ہے دونون کی زیرِ زمین خوابگاہ

مصمم ہوا البس جو ہونا ہلاک
چہ بر تخت مردن چہ بر روے خاک

[1] لفظ ندان بہی مدت سے ترک ہوگیا ۱۲

لطیفہ

کیا پہلجھڑی سے مین اک شب سوال
کہ اے شعلہ بازی ترا کیا ہے حال

جو اجزا ہوائی مین ہین یک بیک
وہی سب ہین تجہہ مین بلا ریب و شک

نہووے جب آپسمین کچہہ امتیاز
تو پہر کیا ہے وجہ نشیب و فراز

کہ وہ مایل سر کرنا رہے ؛
تجہے خاک سے نت سروکار ہے

کہا رو کے آنکھون سے اون نے وہ اشک
کہ ہر اشک جسکا تہا آتش کا رشک

کہ یونہین ہین جلتی ہون سر تا بپا
پہر اب تو جلون کو جلاتا ہے کیا

کی اجزا پہ ظاہر کے تونے نظر
پہ اوس ستر اوزان سے ہے بیخبر

کہ اوستاد دانا نے روز نخست
ہر اک کو کیا اک طرح پر درست

تنک[۱] غور سے دیکہہ شان وجود
کہ ہے اک نئی ہر جگہ پر نمود

مثنوی بازیگر کا انتخاب

کہان ہے تو اے ساقی جام مے
وہ دے مے کہ تہی رونق بزم کے

مگر آج شاہانہ شادی کرون
پیون بادہ اور کیقبادی کرون

نکال ابر مینا سے خورشید کو
کہ روشن کرے جام جمشید کو ؛

کہان ہے تو اے شوخ میکش کمان
کہ بے مے نکلتی ہے عاشق کی جان

دے جہوٹا کر اپنے لبون سے وہ جام
کہ پینا کرے جسکا بوسہ کا کام

[۱] لفظ تنک اہلِ شہر مکروہ سمجہتے ہین ۱۲

کہ یہ چرخ ناساز ہر ایک دم
الم پر الم دے ہے اور غم پہ غم

کہان ہے تو اے ساقی جام مے
رکھے گا مجھے مضطرب تا بکے

جھمک جا تو نظرون مین یون بیدرنگ
کہ آجاے آنکھون مین جون مے کا رنگ

نکر بس میسر تو اک دم کنار
مین دیتا ہون تجھکو قسم بار بار

تجھے چین گیسو کی اپنے قسم
کہ ہین جسکے حلقون مین پیچ و خم

قسم ہے تجھے چشم خونریز کی
قسم ہے رُخ فتنہ انگیز کی

تجھے اس میری گرمجوشی کسون[51]
گہِ ناز اپنے خموشی کسون

کہ لب لاکھ حیلون سے کہولے نہ تو
جو مرجاے عاشق تو بولے نہ تو

مرے عمر کا جام لبریز ہے
دم نزع کیا جاے پرہیز ہے

مجھے دے وہ پینے کی اپنے عصیر
کہ ہون کار دوران سے عبرت پذیر

کوئی جام مے جلد بھر کر پلا
تغافل کے ماردن کو اپنے جلا

عجب لوگ ہین وہ کہ جسکو مدام
نہین ہے بجز خوشدلی اور کام

میسر ہے ہر وقت خوبان کا دید[52]
ہے ہر شب شب قدر ہر روز عید

کسی زلف سے گاہ کرتے ہین لہو
کبھے نشہ مے مین رہتے ہین محو

کبھے بوس لب سے کنایات ہے
گہ آنکھون مین حرف و حکایات ہے

کبھو دے ہے وہ لاکھہ زوردنسے جام
کبھو لے ہے یہ سو تہورونسے[53] کام

۵۱ کسون قسم کے معنی پر مردون کی زبان سے چھوٹ گیا ۱۲ ۵۲ دید کو اب مونث بولتے ہین ۱۲

۵۳ تہورون کا لفظ بھی حال کے محاورہ مین غریب ہے چٹکیان لینا مراد ہے ۱۲

کبھو سیر بختی ہے آہنگ کی ‏ — کبھو تھاپ لگتی ہے مردنگ کی

کبھی ناچتا ہے وہ مہوش حضور — کہ جون برق رخشندہ یکسر ہے نور

ہے جنبش مین جسکی یہ سب ناو بھاو — کہ جون شعلہ تھر کے ہی بہنے سے باو [۵۱]

وہ نکلی یہ سب زیب و زیور مین غرق — کہ نکلے ہے جسطرح بادل سے برق

کردن کیا مین صورت کا اوسکی بیان — کہ ہر عضو اوسکا تھا آشوب جان

تھی خلقت سے اس آب و گل کی بری — نجانے کہ تھی حور یا وہ پری

جو تھا قد مین اوسکے نکیلا پنان [۵۲] — کہان پائی برچھی نے ایسی سنان

نہ تھے ایک بال اوسکے جی کا وبال — لئے جاے تھا دل کو چہرہ کا خال

دو چشم [۵۳] اوسکے دوست تھی بادہ نوش — لئے تیغ ابرو کی بالاے دوش

تھی یہ مانگ مین سلک دُر کی بہار — کہ کالی گھٹا مین ہو بگلون کی ڈار

در گوش مین یہ قیامت صفا — کہ پہلو مین جون ماہ کے ہو سہا

وہ گھنگرو کہ جنکی جھمک یہ بلاے [۵۴] — کہ مردہ کو خواب عدم سے جگاے

ہوی اونکی جب پانون مین اوسکی جا — ہوا چار سو شور محشر بپا

کیا سرمہ تا اون نے ونبالہ دار — نہ تھا چشم کو اوسکے یکجا قرار

بلے [۵۵] کیون نہ وہ ہووے وحشت پذیر — کفل مین جب آہو کے ہو بند تیر

۵۱ ہوا چلنے اور سنکنے کے محل پر باو بہنا اب نہین بولتے ۱۲ ۵۲ پنان مین آخر کا نون غریب ہے نکیلا پن یا نکیلا پنا بے نون کے اب بہی کہین گے ۱۲ ۵۳ چشم کو قائم نے اکثر مذکر باندھا ہے ۱۲ ۵۴ بیان بلاے مین ی محاورہ حال کے خلاف ہے ۱۲ ۵۵ بلے اردو مین اب نہین بولتے ۱۲

زبس عود سوز دنین روشن تھا عود / تھی یونہی خوشش اتنی کثیر الوجود

کہ کہتی تھی گھبرا کے ہر دم نسیم / کہ اٹھتا نہین مجھہ سے بارِ شمیم

سے لعل مانند خونِ حمام / کہ یاقوت جسکا ہے ادنا غلام

ہر اک سمت تھا اوسکا مجلس مین دور / پیئے تھے زن دم دبانی کے طور[۵]

یونہین تھا کوئی لحظہ یہ ناؤ نوش / سے تھے عیش و طرب ہمدگر گرم جوش

زبس جوشش کرتا تھا دل سے طرب
نہ ملتے تھے جون غنچہ شادی سے لب

خوشا ہمت سالکانِ سبیل / کہ اس رہ کے چلتے ہین فرسنگ و میل

یہی راہ شمشیر کی دھار ہے / یہین ہر قدم نیشتر زار ہے

اوسی شخص کو مرد کہتے ہین ہم / کہ اس رہ مین اوترے وہ ثابت قدم

کہ یک مو اگر یہان سے ٹل جاے پاؤن / تو اوسکو کہین ٹھور ہے پھر نہ ٹھاؤن

پہ کب آئے ہر بے ہنر سے یہ کام / کہ بازی ہے یہ شغل سندان و جام

سنجانے ہے کیا ہم سے گردونکو بیر / کہ آشوب جان ہی ہر اک اوسکی سیر

وفا کی نرکہہ آسمان سے امید / کہ اول سے ہے خون انجم سفید

کرم کا ہے اس عہد مین کیا حساب / ہے دنیا مین نت خشک جامِ حباب

کرے گا تو کیا بادۂ لعل گون / لیا لب ہے تا شیشہ دل مین خون

عجب رہ ہے قائم رہ اہلِ دید / ہے چلنے مین وہان عشق مرنی مین عید

نہ جسکو کیا عشق کے غم نے شاد / بصد کام یہان سے گیا نامراد

[۵] محاورہ مین طرح سے ہے ۱۲

ہے مانا بسیماب عاشق کا حال — کہ بیطاقتی سے ہے جینا محال
پہ مرنے مین اوسکے یہ تاخیر ہے — کہ جب مر چکے پھیر اکسیر ہے
ہے اولٹا زمانہ سے عاشق کا کام — کہ جینا ہے کفر اور مرنا حرام
خم چرخ مین ہو سے عیش کم — بھرا ہے تمام اس مین زہراب غم
نہین قابلِ سیر یہ سبز باغ — کہ ہر لالہ اوسکا ہے پُرخون ایاغ
بسا گلعذارِ سمن بر کہ یہان — تہ خاک ہین ہر قدم پر نہان
جو سنبل کہ ماٹی[۵۱] سے نکلے ہے خم — کسیکی ہے وہ زلف پر پیچ و خم

ہے نرگس جو اب شکل گل آشکار
کسو وقت مین تھی وہ چشم نگار

یہ حسرت تھی عارض اُسے صبح و شام — ہوئے خواب و خور اوسکے اوپر حرام
نہ جامہ کی پروا نہ تن کے حواس — مہینے گزرتے تھے بدلے لباس
ہر اک لحظہ سینہ سے آہ و فغان — چلے آئے تھے کاروان کاروان
کبھو نالۂ دل جگر تاب تھا — کبھو اشک مین دل کا خوناب تھا
وہ دولت سرا جسمین ہر صبح و شام — رہے تھی کئی عید[۵۲] کی دھوم دھام
یہ اوس سے گئی یک بیک خُرمی — کہے تو نہ تھا یہان کبھو آدمی
نہ صحبت مین وہ انبساط قدیم — نہ مجلس مین وہ ترہات ندیم
نہ اندیشہ رہے نہ پروائے جام — نہ ہنگامۂ عیش و عشرت کے کام
پڑا تھا کہین شیشہ مخمور وش — کہین ساغر تھا خمیازہ کش

۵۱ ماٹی اب نہین بولتے ۱۲ ۵۲ کئی کے بعد جمع لانا اب ضرور ہے ۱۲

لٹا باغ دل گل پہ پڑی غم کی اوس	گیا شور مرغ چمن لاکھہ کوس
کیا چرخ نے اور صورت سے دور	ہوا اور سے حال دوران کچہہ اور

مثنوی درویش و عروس کا انتخاب

الٰہی شعلہ زن کر آتش دل	تب دل دے بقدر خواہش دل
ہو شور انگیز چشم گریہ آلود[۹۲]	لب زخم جگر کو رکھہ نمک سود
کرامت کر وہ عشق آتش انگیز	کہ تا ہر استخوان سیراہو گلریز[۹۳]
ز موج اشک دے خنجر گلو کو[۹۴]	نیابت جون سنان کی مو بمو کو
بنام آنکہ عشق آموز دل ہے	چراغ افروز شمع سوز دل ہے

[۹۱] یہ مثنوی قائم کے دیوان مین بھی موجود ہے - اور دیوان سودا مین بھی جابجا تغیر کے ساتھ چھپ گئی ہے لیکن قرائن سے ظاہر ہے کہ قائم کی تصنیف ہے اصلاح کے لئے اوستاد کو نقل دی ہے اونہون نے اصلاح بھی کی واپس کرنے کی نوبت نہ آئی کہ شاید اوستاد شاگرد مین بگاڑ ہوگیا اسی سبب سے قائم کے دیوان مین بے اصلاحی رہ گئی - اور سودا کے دیوان مین وہی مثنوی اصلاح شدہ چھپ گئی اور ایک قلمی نسخہ دیوان سودا کا ۱۲۳۰ھ کا لکھا ہوا کتب خانہ آصفیہ مین موجود ہے اوس مین یہ مثنوی نہین ہے اس خیال سے انتخاب دیوان قائم مین اس مثنوی کو شریک کیا گیا اور جہان جہان سودا کی اصلاح ہے طلبہ کے فائدے کے لئے اوسے بھی لکھدیا ۱۲

[۹۲] یہ مصرع اصلاح سے پیشتر یون تہا ع ہے نا پر شور چشم گریہ آلود ۱۲ [۹۳] قائم نے اس مصرع کو اس طرح کہا تہا ع بنے ہر استخوان سیر سے گلریز ۱۲ [۹۴] قائم نے یون کہا تہا شعر

ز خون دیدگان تر کر گلو کو ٭ نیابت دے سنان کی سو بمو کو ۱۲

دم ماہی ہے جس صورت سے پانی[۹۱] — اوسی سے ہے ہر اک کی زندگانی

جو دیکھے تو ہر اک دم کو با معان — تو کچھ سمجھے ہین یہ کید ہر کے فیضان

فضولی ہے اب آگے حرف و گفتار — کہ یک مشت[۹۲] نمون لس ہے زخرد ار

الا اے ساقی فرخندہ فرجام — ادب کی مے سے تو دانش کا بھر جام

کہ یہان نقد فضولی نار وا ہے — نہین یہ حمد نعت مصطفی ہے

نہوتا وہ اگر زینت دہ خاک — تصدق[۹۳] خاک کے ہوتے نہ افلاک

یہ منہ اوسکی ثنا لائق نہین ہے — ثنا گر وہان کا جبریل امین ہے

بس اب بہتر ہے اس جاگہ خموشی — کہ ہو عجز[۹۴] سخن کی عیب پوشی

سکوت[۹۵] برمحل ہے دل کی تفریح — سخن پر اوسکو سو درجہ ہے ترجیح

خداوندا بپاے آل پیغمبر — بحق باطن حضر چار سرور

مین ہون گو قابل نار جہنم — یہ تیرے فضل کا دریا ہے کیا کم

الا اے چارہ ساز بادہ نوشان — زبان گویا کن[۹۶] خاک خموشان

ہے عرصہ دل یہ خموشی سے اب تنگ — رہے کب تک یہ آئینہ تہ زنگ

مرحی[۹۷] اس خاک کی دہو مے سے کلفت — کہون مین داستان جذب الفت

---

[۹۱] یہ مصرع پہلے یون تہا ع ہے دم ماہی کا جس صورت سے پانی ۱۲ [۹۲] قائم نے یون کہا تہا مصرعہ نمون یک مشت ہے از چند خردار ✤ ۱۲ [۹۳] پہلے یہ مصرع اسطرح تہا ع بلا گردان خاک ہوتے نہ افلاک ✤ سودا نے ہ کا گرنا غلط سمجھ کر بدل دیا اور اب ہوتے کی ہ نہین گرتی ۱۲ [۹۴] (کہ ہو) کی جگہ پہلے (ہوتا) مصرع مین تہا ۱۲ [۹۵] اس مضمون کو قائم نے اسطرح ادا کیا تہا (کہ چپ رہنا جو واقع مین بجا ہی) کلام غیر موقع سی بہا ہی اسکو سودا نے کاٹ دیا اور اوسکی جگہ یہ شعر لکھ دیا ۱۲ [۹۶] قائم کے دیوان مین مست خموشان ہے اور خاک خموشان سودا کی اصلاح ہے ۱۲ [۹۷] یہ مصرع پہلے اسطرح تہا (دہو مے جا ہی جس سے دل کی کلفت) ۱۲

کہ تھا پنجاب مین اک مرد درویش — گرفتار بلائے حالت خویش

بہ رنگ شمع سر سے پاؤن تک نار [۵۱] — یہ تھی اک اشتعال اوسکو درکار

مقام اوسکا تھا اک جاگہ سر راہ — بوضع تکیہ ہے جس سے تو آگاہ

شجر وہان کا ہر اک اتنا تھا خوبی — نہ پہونچے جسکی کیفیت کو طوبی

غرض سایہ کی وہان کے سو سلاسل [۵۲] — کشان تھی سو طرف سے دامن دل

مسافر جو کوئی اوس راہ آتا — وہ دل سے یاد منزل [۵۳] بھول جاتا

سراے دہر تھی گویا وہ جاگہہ — کہ جو آیا سو بھولا منزل و راہ

بسر کرتا تھا جس صورت سے دن رات — کہان پائی فرشتہ نے یہ اوقات

قضا نے اس مین یہ بازی اوٹھائی — کہ تا گہہ اک برات اوس راہ آئی

زبس دیکھی جگہ مطبوع و جا سرد — اوتر بیٹھے ہر اک سو عورت و مرد

جہان پر قافلہ اوترا تھا سارا — وہین اک سمت دولہن کو اوتارا

ہوئی گرمی سے ڈولی کی وہ جب تنگ — کیا اون نے ہوا کھانے کا آہنگ

دوچار اوس سے ہوا یہ مرد درویش — گیا بیچارہ اک جھمکی مین از خویش

سنجانے نے تھی نگہ یا تیر تا تار — کہ [۵۴] بے تحریک رہ دل سے ہوی پار

۵۱ یہ شعر قائم کے دیوان مین بالکل نہین ہے اوستاد نے بڑھا دیا ہے ۱۲ ۵۲ قائم نے اس مضمون کو یون کہا تھا (غرض سایہ کا جو لگا کرتا دان + کشان تھا سو طرف سے دامن جان +) درخت کے سایہ کو سلاسل سے تشبیہ یہ سودا کی اصلاح ہے ۱۲ ۵۳ قائم نے کہا تھا یاد منزل کی بھلاتا - اوستاد نے یہ معنی پیدا کردیے کہ (کہ از خود بھول جاتا اسکے سوا) پہلا قافیہ آتا اوسکے مقابلہ مین جاتا حسن سے خالی نہین ۱۲ ۵۴ قائم نے کہا تھا (کہ اک تحریک مین دل سے ہوئی پار) اوستاد کو تحریک نگاہ بے موقع معلوم ہوا اوسے بے تحریک رہ بنادیا یعنی نگاہ آئی نہ سو دل تک حرکت نہین کی اور پھر پار ہو گئی ۱۲

نگاہون مین رہا صد بحث و تکرار
نہ تہا ہر چند وان امکان گفتار

پر اس عرصے مین کچہہ وہبی ٹری دہوپ
بس خورشید کا سیمین ہوا روپ

طلب کی دل سے ہر اک نے اجازت
کہ چلئے اب نہین اتنی تمازت

الا اے ساقیِ خون جگر نوش
نکر ہیا تنک حقِ صحبت فراموش

کوئی یہ بہی دلازاری کا ڈہب ہے
کہ مین مرتا ہون تو رخصت طلب ہے

وداعِ یار سنے کی یہ منادی
کہ یہان آخر ہے غم انجام شادی

گئی وہ اوسطرف اور یہان یہ غمناک
کہے تہا زیر لب با چشم نمناک

کوئی دیتا ہے اوس ظالم کو بہی دل
کہ جاوے چہوڑ صیدِ نیم بسمل

چڑہا اک پیڑ پر وہ شعلہ آسا
تفِ دل سے لہو کا اپنے پیاسا

جہانتک قوتِ حدِ نظر تہی
یہ تہا یہان اور نگہ اوسکی اودہر تہی

نظر آئی نہ سے مطلق رہ گیا جب
ہوا وہ روز اوس پر تیرہ جون شب

گرا اوپر سے نیچے وہان یہ مجروح
گئی دنبال ڈولی کے چلی روح

اوٹہا ہر سو قیامت کا سا اک شور
کہے تو پہونکی اسرافیل نے صور

دل اوسکے غم مین لاکہون کلفت اندود
ہزارون چشم و مژگان گریہ آلود

غرض جس طور پر ہے رسم و آئین
کیا اوس مرد کا تجہیز و تکفین

الا اے ساقیِ خم خانۂ عشق
اودہر دے تک دو[۲] سہ[۳] پیمانۂ عشق

بجانے یہ محبت کیا بلا ہے
کہ جسکی آگ سے عالم جلا ہے

جہان پاوے گا تو اک شگفتہ بلبل
ہیٹا دیکہے گا جیبِ طاقتِ گل

چنانچہ واقفِ رازِ نہانی
کرے ہے اسطرح گوہر[١] فشانی ۂ

١؎ قائم کے دیوان مین گوہر فشانی کی جگہ آفت بیانی ہے ۱۲

که یہان درویش نے جب وقت وی جان — وہی ساعت وہی لحظہ وہی آن

وہ شوخ اسطرح وان آشفتہ تر تہی — گویا اس حال سے اوسکو خبر تہی

یہ ادنی اِک محبت کا اثر ہے — که دل کو حال سے دل کی خبر ہے

سُنا ہے مین که تہا لیلی کا قصد — که پہر دفع وحشت کیجیئے فصد

ہوا فصّاد حاضر حسب ارشاد — یہ کیا فصاد اِس فن کا اِک اُستاد

ہوا گردون[۹۱] دون اِس سے ساعد — لی اپنے ہاتہہ مین اون نے وہ ساعد

ہوا جاری رگِ لیلی سے یہان خون — چُہٹی بے نیشتر وہان فصد مجنون

چنانچہ نقد کا اس زر کے صرّاف — کہے ہے اسطرح احوال اسلاف

که جب وہ نازنین گہر پہنچ آئی — دیا[۹۲] ہر ایک نے جی رونمائی

کیا[۹۳] سب نے نچہاور اِس قدر دُر — که صحنِ خانہ گوہر سے ہوا پُر

ہوئی جو چشم اس رو پر نظر باز — کیا اوس چشم پر نظارہ نے ناز

تہی[۹۴] گہر مین ہر طرف شادی سے سو دہوم — یہ وہ بیچارہ اِک حالت مین مغموم

---

۹۱ قائم نے اِس مضمون کو اِن قافیون مین کہا تہا - ہوا اوس سے ساعد چرخ کجباز - لی اون نے ہاتہہ مین وہ ساعد ناز - سودا نے دیکہا کہ دونون مصرعون مین ساعد و ساعد قافیے موجود ہین پہر کجباز و ناز کی کیا ضرورت ہے ۱۲ ۹۲ یہہ مصرع یون تہا (دی جان ہر اک نے اوسکو رونمائی) اوستاد نے بندش کو صاف کر دیا که اب دی کی ی نہین گرتی اور اِک سے ایک فصیح معلوم ہوتا ہے ۱۲ ۹۳ قائم نے کہا تہا نچہاور کے لئے پہینکے یہ سب دُر - اس مین یہ اسقدر کے معنی پر صرف کیا ہے اور یہی وجہ اصلاح کی معلوم ہوتی ہے ۱۲ ۹۴ یہ شعر قائم کے دیوان مین سے ملا سودا کے دیوان مین جو یہ مثنوی چہپی ہے اوسمین یہ شعر نہین ہے شاید نکال ڈالا ہوگا مگر ربط کے لئے اس شعر کا ہونا ضرور ہے ۱۲

نہ اوسکو صبر نہ طاقت نہ آرام | ہمیشہ گریہ و زاری سے تہا کام
ہر اک دم تازہ اوسکو اک خلش تہی | مقیم سینہ بجاے دل تپش تہی
برنگ زلف کہ آشفتہ اطوار | کبہے جون نرگس مخمور بیمار
بجان سب گہر کے لوگ اوسکے تعب سے | و لے واقف نہ تہا کوئی سبب سے
بقدر فہم ہر اک کو چک و پیر | کرے تہا اوسکے بہ ہونیکی تدبیر
پر اوس کا حال تہا ہر دم تباہی | تپان تہی جسطرح خشکی مین ماہی
نسیم آسا اوڑاتی تہی کبہو خاک | کبہو جون گل کرے تہی پیرہن چاک
کبہی کہتی تہی ہے ظالم وہ مظلوم | گیا ہے کن امیدون ساتہہ محروم
دماغ اپنا جلاتے تہے زن و مرد | و لے[۹۱] افزود تہا ہر لحظہ وہ درد
بہت کینچی جب اوس دکہہ نے درازی | نظر آئی یہ سبکو چارہ سازی
کہ اس مجروح غم کو سوے خانہ | بہر تقدیر کیجیے اب روانہ
یہ لکہئے خط کہ تا لینے کوئی آئے | اسے جس حال سے ہو گہر کو لیجاے
ارے اے بادہ نوش گردش دہر | نہ دینا جام مجہکو ہے یہ کیا قہر
ہون تشنہ لب نہایت مثل خامہ | دے وہ مے جس سے ہون سرگرم نامہ
کہ اسے تاج سر قوم و قبایل | سراسر شفقت و اشفاق مایل
وہ گوہر جسکے رشتہ سے ہر اک یہان | [۹۲] بجو د بالیدہ تہا مانند مرجان
خدا جانے کہ اسکو کیا بلا ہے | بدا تقدیر کا کیونکر ہے کیا ہے

[۹۱] قائم نے یہ مصرع بہت اُلجہے ہوے لفظونمین کہا تہا (یہ صد چندان تہا ہر اک لحظہ وہ درد) ۱۲ [۹۲] یہ مصرع اصلاح سے پہلے اسطرح تہا (گہر کی طرح تہا بر خویش نازان) ۱۲

جہانتک چارہ دان تھے سب ہین ناچار — پہ کچھہ سمجھا نہین جاتا یہ آزار

مگر بعضا کوئی بعد از تامل — کرے ہے اس طریقہ پر تعقل

کہ تھی یہ اقربا اپنے سے مالوف — ہے صحت اوسکی وہان ہونی پہ موقوف

سو یہ گھر اور وہ گھر ایک سا ہے — یونہین گر مصلحت ٹھہری بہلا ہے

کسیکو کیجیے ادہر روانہ — کہ بیجا اسکو یہان سے سوے خانہ

کیا یہ لکھہ کے خط ملفوف جبدم — ہوے اس مصلحت سے سب وہ خورم

لکھا تقدیر کا ہے گر نجانا — کرے گا کیا کوئی دم مین زمانا

دیا یہ خط کسو اک پیک کے ہات — کہ جانا یہانسے وہانتک جسکو اک بات

چنانچہ یون سنا ہے مین کہ جبدم — ہوا یہ پیک اوس منزل کا محرم

پس از تبلیغ چندین حرف جانکوب — دیا اون نے اونہین آخر یہ مکتوب

پس از قطع مسافت یہ عزیزان — ہوے وارد جو وان اُفتان و خیزان

جہانتک اوس جگہ کے تھے اکابر — ہوے خدمت مین اونکی آکے حاضر

کر آخر صبح کا چلنا مقرر — ہوے یہ مسائل آرام یکسر

ارے اے گردش افلاک بے مہر — ملائے خاک مین کیا کیا تو نے چہر

وہ کس سبزہ نے ایسا سر اوٹھایا — نہ جس کو خاک مین تو نے ملایا

دی تو نے جان شیرین پل مین برباد — ترے سر پر ہے ثابت خون فرہاد

ہے کل کی بات وہ بارا تو درویش — ہے آج اس نازنین کا فکر درپیش

یہ سب کرتے تھے ساتھہ اوسکے مدارا — یہ وحشت اوسکی ڈہونڈھے تھی کنارا

نہ تھا اوس کو کسیکے ساتھہ آرام — وہی دیوانگی سے دمبدم کام

نہایت اِک کنیز کُہنہ عصر — کہ دلکش نظم سے جسکی ہر اک نثر
جہان گرم سخن ہوتی تھی وہ زال — تھی وان ولالہ و محتالہ کیا مال
ہوئی درپے فسون سازی کے یہ جب — ہوے اوس سے جدا جتنے تھے وان سب
نجانے کیا کی اوس کافر نے تدبیر — کیا ووہیں[۵۱] سخن مین اوسکو تسخیر
جب اِس حالت سے آئی کچھہ سر راہ — سواری مین وہ بیٹھی اور یہ ہمراہ
غرض[۵۲] جب وان سے جل نکلی سواری — ہوئی دونی وہ اوسکی بیقراری
نہ تھا صبر و سکون اوس کو نہ آرام — یہ وہ باتون مین کرتی تھی اسے رام
کبھو کہتی تھی خویش و قوم کا حال — کہ تجھہ بن زندگی ہے اون پہ اشکال
یہ نحوے[۵۳] قصہ و دستان معقول — کبھی رکھتی تھی اوس وحشی کو مشغول
ہین دلجوئی[۵۴] کے جس صورت سے انداز — سر زلف سخن کرتی تھی وہ باز
کہین امیین علی وضع روایت — کی اوس تکیہ سے بھی اون نی حکایت
کہ اک جا آئی ہے آگے سر راہ — نپٹ دلچسپ اور مطبوع دلخواہ
جگہ اتنی تو کیا اک مختصر ہے — عجب کچھہ لطف سے پر سبز و تر ہے
گلون مین سبزہ یون لہرا رہے وان — ہو جیسے مور ستی مین پر افشان
غرض[۵۵] وان کے خیابان کی ہر اطراف — ہے سینہ سے بھی مہرویونکے کچھہ صاف

[۵۱] ووہین سخن سودا کی اصلاح ہے قائم نے یہان بر خود دوبخن کہا تہا ۱۲ [۵۲] یہ مصرع اصلاح سے پہلے یون تہا (چلی القصہ جب وان سے سواری) ۱۲ [۵۳] یہ شعر قائم نے اسطرح کہا تہا (کبھی جیسے ہین دلجوئی کے معمول۔ یہ باتون مین اوسے رکھتی تہی مشغول) ۱۲ [۵۴] اس شعر مین دلداری کا لفظ تہا اُستاد نے دلجوئی بنادیا ۱۲ [۵۵] قائم نے یون کہا تہا (غرض گلشن کے اوس تکیہ کے اطراف) ۱۲

چلی اب بیٹھین گے اوس جاگہ کوئی دم فرو ہوتا دل محزون سے کچھ غم

گلون کے ساتھ وان کرنا تو بازی ہوتا بلبل کے دل کی چارہ سازی

پریشان گل پہ کیجو تارِ سنبل بہم شرمندہ ہوون تا سنبل و گل

نہین گل شاخ پر البتہ مرغوب جو پہنچے ہاتھ تک تیرے تو ہے خوب

سُنے جو اون نے وہ حرف فسون دم ہوئی دل مین نہایت شاد و خرّم

اسی صورت سے تہا یہ ذکر و اذکار کہ وہ تکیہ ہوا تا گھر نمودار

کیا حضّار نے وان سے کنارا اسے پردا کرا دس جاگہ اوتارا

الا اے ساقی میخانۂ ناز نہ کہہ مے کو لب ساغر سے تو باز

غنیمت ہے ہمارے ظالم کوئی دم کہ ہے عرصہ زندگانی کا نپٹ کم

کہ شمع بزم ہستی آہ فریاد سدا رہتی ہے زیر دامن باد

قدح کو آتش تر سے یکے بہر تو طراوت دے گلِ داغ[۵۱] جگر کو

خوشا تاثیر جذب عشق کامل سراپا ہے اثر جس سے ہر اک دل

کیا ہے دل نے آئینہ کو حیران دیا ذرہ کو دل نے شوق طیران

کرے عاشق کا یہ ظالم اگر کام نہ دے معشوق کو بہی ہرگز آرام

فسون سازی پہ اپنی جب کبہو آ لگے جنازہ پر نہین تو گور پر لائے

اسی صورت سے اس کافر کے ہین ڈہول چنانچہ ہے اوسی راوی کا یہ قول

کہ جب وہ نازنین تکیہ مین آئی جگہ درویش کی اک گور پائی

کیا صدآہ آشنا کے نے جو شش پہ غیرت اوسکو کہتی تہی کہ خاموش

---

۵۱ قائم نے کہا تہا (طراوت دے گلِ باغِ جگر کو)

چھپے دل سے ہزارون نالے تالب — وے دل جانتا تھا اوسکو یالب

ہزارون گریہ کے اوٹھتے تھے طوفان — نہ تھا اِک رشحہ لیکن زیبِ مژگان

غمِ دل کا کرے تھی سو طرح ضبط — یہ ضبط و عشق اسے غافل ہے کچھ ربط

شرارِ غم نے کی آخر شرارت — بدن مین یک بیک آئی حرارت

گری بے طاقتی سے وان یہ غمناک — طرح پانی کے لرزی ہر طرف خاک

پکڑتے تھے اوسے ہر چند احباب — یہ نکلی جاتی تھی ہاتھون سے جون آب[۵۱]

اِسی صورت سے یہ غلطان تھی کچھ دور — کہ جذبِ عشق نے ٹکڑے کی وہ گور

اُٹھا وہ دودِ دل اوس جاگہ کچھ ایسا — نظر آتا جسے کہتے ہین کیسا؟

نجانا پھر کہ وان کا حال کیا تھا — یہی وہ گور تھی یا اژدھا تھا

کہ جن نے بے تامل ایک دم مین — لیا اوس ناز پرور کو شکم مین

ہوئی جون آب پنہان یہ تہ خاک — رہے باہر وہ سارے مثلِ خاشاک

چنانچہ لوح خوانِ بزمِ ماتم — کرے ہے اسطرح سے نالشِ غم

کہ اِس حالت کو گزری جب کچھ اِک دیر — لگا آنے نظر درویش کا ڈھیر

ندیکھا رخنہ اوس جاگہ مین نے ورزہ — سلم جسطرح تھا وہ اوسی طرز

مگر باقی تھا اوس مہ سے یہ آثار — کہ اِک گوشہ تھا مقنع کا نمودار

۵۱ اصلاح سے پہلے یہ مصرع اسطرح تھا (یہ نکلی جاتھی یہ ہاتھون سے جون آب) ۱۲ ۵۲ یہ شعر اور اِسکے بعد کے کئی شعر (جو کھولا گور کو تو وہ وفا کوش۔ تھے دونون ایک بغلی مین ہم آغوش۔ نہ کر سکتا تھا فرق اون مین کوئی فرد۔ کہ ہے زن کون سی اور کون ہے مرد۔) سودا نے اِس مضمون کو بے لطف سمجھکر نکال ڈالے ہین ۱۲

جو تھے اوس نازنین کے اقربا وہان | ہوے اِس ماجرے سے سب وہ حیران
کہ یارب[۵۱] کسطرح اب گہر کو ہم جائین | بہلا جائین تو مُنہ کیا لیکے دکھلائین
کوئی کرتا تھا تن پہ پیرہن چاک | کوئی ڈالے تہا سر پہ متصل خاک
پہر آخر جسطرح ہے رسم و آئین | لگے کرنے انہون کی لوگ تسکین
کہ گو کیجے ہزارون نالہ و آہ | نہین وان کے گئے کو پہر ادہر راہ
ہے یہان دم مارنے کا کسکو یارا | نہین بندے کو غیر از صبر چارا
نہ جان اشکال عالم دیرپا ہین | یہ سب سیلی خورِ دستِ قضا ہین
بگاڑے ہین ہزارون رد و کاکل | بنا ہے اِس چمن کا سنبل و گل
غرض سمجہا کے اون کو چار ناچار | کہا ہر ایک سے[۵۲] ہے صبر درکار
ندیکہا جب اونہون نے کچہہ بہی حاصل | غمِ خاطر سے غیر از کاہشِ دل
اوٹہایا رختِ غم وہانسے بصد جبر[۵۳] | کیا صرف گریبان رشتۂ صبر
گئے گہر کو بچندین محنت و غم | ہے جس صورت سے رسمِ اہلِ ماتم

۵۱ قائم نے یہان پر یہ شعر کہا تہا (کہ یارب فرق اِن کا کسطرح پائین ۔ کسے رہنے دین یان اور کسکو لیجائین) اوستاد نے فرق والا شعر کاٹ دیا تہا اس سبب سے اِس شعر کو بہی بدل دیا ۱۲ ۵۲ قائم نے کہا تہا (کہا ہر ایک سے ہے اب صبر درکار) ۵۳ اس شعر کے بعد دیوان قائم مین یہ اشعار بہی ہین اشعار

الا اے واقفِ رازِ نہانی | سمجہ اسبات کو میری کہانی
کہ ہو جب ساز اسکا وحدت آہنگ | کرے معشوق سے عاشق کو یکرنگ
جو ہے ہے تنک ظرف اپنے منہ کو دیپیر | تو ہم کیا ہین بہی اک خاک کا ڈہیر
بہر صورت عجب کچہہ ہین یہ اسباب | کہ ہین جون قطرہ اس دریا مین غرقاب

تلک اِس عشق مجازی کو تو کر غور | کہ ہر گہ ہوے اس بازی کا یہ طور
تو وہ معشوق معنی جس سے ہم سب | ہین جیون آئینہ سرتاپا لبالب
کرین گم اس انانیت کو مطلق | بنا دین آپ مین جز ہستی حق
ہوئے ہین ذات حق مین سطحِ غرق | کہ ہو دشوار پیدا آپ مین فرق

(نیرنگ عشق ۹۱)

بس اے قائم خموشی پیشہ کر تو	سخن کے طول سے اندیشہ کر تو
سخن سے ہے گرچہ اے دل میوۂ لب	یہ خاموشی کو کر تو شیوۂ لب

مرثیون کا انتخاب

خدا سے آئی ہے جنکی طرف مدام سلام	کہے سے ہے وہان کے غلامونکو یہ غلام سلام
صلوٰۃ بہیجے ملک اوس کسی یہ ہو جس کا	تری جناب مین مقبول یا امام سلام
ہو کیا جو بندگی و عجز بندگان سن لو	ہو تم کہ تمکو خدا سے ہی نت پیام سلام

ولہ

ای قوم تک سُنو تو تو بہلا ہاے ہاے ہاے	خنجر تلے ہے کسکا گلا ہاے ہاے ہاے
جو دل ہے آج جگ مین سو ہی درد دل سے پُر	کسکا یہ گہر دیا ہے جلا ہاے ہاے ہاے
یہ بنتِ فاطمہ ہے کہ جن نے بجاے خاک	خونِ حسینؑ منہ سے ملا ہاے ہاے ہاے
کسکا ہے یہ عیالؔ کہ بے محمل و جہاز	جاتا ہے اشترون پہ چلا ہاے ہاے ہاے
زنجیر اوسکے پاؤن تو اوسکے گلے ہی طوق	یہ کون ہے اسیر بلا ہاے ہاے ہاے
جنگل مین کنکرون پہ وہ سوتا پڑا ہے آج	گودی مین جو نبیؐ کی پلا ہاے ہاے ہاے
پانی جنہین دیا نہ کسی نے جز آبِ تیغ	سو تشنگانِ کرب و بلا ہاے ہاے ہاے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۰) اور اسی طرح کے سب اشعار قائم نے اوسی مضمون کی بنا پر کہے تھے مصرعہ کہ ہے زن کون سی اور کون ہے مرد۔ سودا نے اوسے ہی نکال ڈالا اور اوس مضمون کے متعلق جتنے شعر تھے وہ بھی بتاے فاسد علی الفاسد خیال کر کے نکال ڈالے ۱۲ ؂ عیال کو جمع اب استعمال کرتے ہین ۱۲

ولہ

اے فلک تجھسا بھی کوئی اور بد کردار ہے | آلِ پیغمبر پہ جسکو یہ ستم ہموار ہے
جون حبابِ موج دم لینا اونہین دشوار ہے
ایک سر ہی جس جگہ وہان سیکڑون تلوار ہے

قتل کرتے ہین کسی ایسے ہی مجرم کو کبھو | پوچھتے ہین اوسے بھی کیا ہے تیری آرزو
ذبح کیجے سبطِ پیغمبر کو یون تشنہ گلو
اور نہ کیجئے اوس سے پانی بھی تجھے درکار ہے

مین نے یہ مانا ستم دنیا مین ہو ہے بیش و کم | پر نہ جوان پر یہ ستم گزرا ہے اتنا ہی ستم ہے
ہو نہ اک پیاسے کو مارے پیاس کی جنگل مین دم
اوس گلے پر آب کے بدلے چھری کی دھار ہے

کس کے گھر پر یہ ستم ٹوٹا ہے کوئی دے نشان | گود مین باباکے کس بچہ کی یون نکلی ہی جان
اوس طرف عرضِ عطش کو اون نے کاڑھی ہی زبان[1]
اسطرف پیکانِ تیر اوسکی قفا سے پار ہے

اہلِ بیتِ مصطفی کو کیجے اونٹون پر سوار | ہو نہ پوشش کچھ بدن پر اوڑھنے کو جز گرد و غبار
ہاتھ مین عابد سے اک بیمار کے دیجے مہار
آگے سر برچھی پہ اوسکا گھر کا جو سردار ہے

مجھکو حیرت ہے کہ تھا جس دشت مین اوسکا گزر | کیون نہ جون گردون زمین وہان ہوگئی زیر و زبر
جو کفِ پا برگِ گل سے بھی تھا نازک بیشتر

[1] کاڑھنا نکال لینے کے معنی پر شہر کے محاورہ مین نہایت مکروہ ہی ۱۲

ہر قدم آرامگہ(۱) اوس کا سنانِ خار ہے

اسطرح ہر اک قدم اوس نے جو کی چلنے مین دیر ہر طرف سے آئے ہین گھوڑونکو ظالم پھیر پھیر
خار کے مانند تے ہین بیچ مین گلبن کو گھیر
زخم سیلی سے قفا جون برگ گل افگار ہے

ولہ

گاہ یون کرتی تھی اصغر کی مصیبت کا بیان اے مرے پیارے گیا ہی کھیلنے کو تو کہان
کسکو لے دوڑ کر گودی مین یہ آزردہ جان
کسکو بھائی کہہ پکارے اب یہ دُکھیاری بہن

کیا خطا تجھسے ہوئی تھی ای مرے معصوم پاک زخم سے جو تیر کے تیرا گلو ہو دردناک
کیون نہ جون غنچہ گریبان کو کرون اس غم سے چاک
کیون نہ پھاڑون اس مصیبت مین مین جون گل پیرہن

حال کو تیرے مین پیارے جس گھڑی کرتی ہون غور اک ستم ہوتا ہے طاری اس دلِ غم کش پہ اور
ہاے وہ سر پر ترے ٹوپی کے کج رکھنے کا طور
واے وہ تیرے گلے کے بیچ کرتے کی پھبن

آنکھ سے تیری جو سوتے مین اچیٹ جاتی تھی خواب(۲) دل مین ہوتا تھا اک عالم کے عجب اک اضطراب
آہ کس کس مشکلون سے پھر تجھے آتی تھی تاب
یا تو یہ سویا کہ ہے اب جاگنا تجھکو کٹھن

(۱) آرامگاہ اب مونث ہی ۱۲ (۲) خواب کو اب مذکر بولتے ہین ۱۲

تمت بالخیر



Mohamed Abdul Shakur
Son of Mohamed Yacoob
Son of Mohamed Nasir
Ali Khuraishi